شیطان کی حکایات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِيْم

پہلی نظر

والد ماجد قبلہ مدظلہ العالی سے ایک روز میں نے عرض کی کہ سچی حکایات کا سلسلہ جو آپ نے شروع فرمایا ہے۔اس کی افادیت روزِ روشن کی طرح واضح ہے۔اب اس سلسلہ میں کچھ تنوع چاہئے۔میں نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ جہاں آپ نے داعیانِ الی الخیر یعنی انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور اولیائے کرام کے متعلق حکایات جمع فرمائیں ہیں۔ وہاں اب آپ داعی الی الشر یعنی شیطان کے متعلق بھی کچھ حکایات جمع فرمائیں۔ داعیانِ الی الخیر کی حکایات سے اگر ایمان باللہ، تقوٰی و پرہیزگاری اور اخلاق حسنہ کا سبق ملتا ہے، تو داعی الی الشر شیطان کی مکاری وعیاری اور اس کے مکروفریب اور تبلیس کا پتا چلے گا جس سے مسلمان عبرت حاصل کرسکیں گے اور شیطان ملعون کے مکروفریب اور اس کی چالاکیوں سے چوکنا رہ کر گمراہی سے بچ سکیں گے۔

الحمدللہ والد گرامی نے میری عرض قبول فرما کر گزشتہ رمضان شریف کے مہینے میں یہ کتاب لکھ کر مجھے دے دی اور میں اسے زیورِ طباعت سے آراستہ کرکے بصد مسرت آپ کی خدمت میں پیش کررہا ہوں۔

عطاء المصطفیٰ جمیل

ایم۔اے۔گولڈ میڈلسٹ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

شیطان کیوں پیدا کیا گیا؟

خدا تعالیٰ حکیم مطلق ہے اور فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ کے مطابق حکیم کا کوئی کام خالی از حکمت نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا فرمایا ہے، مبنی بر حکمت ہے۔ کسی چیز کو بھی دیکھئے تو یوں کہئے:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً

اے ربّ ہمارے تو نے اسے بیکار نہیں بنایا۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ نے کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چھت پر چھپکلی کو دیکھا اور خدا سے پوچھا، الٰہی! تو نے چھپکلی کو کیوں بنایا؟ خدا تعالیٰ نے فرمایا، موسیٰ! تم سے پہلے یہ چھپکلی مجھ سے پوچھ رہی تھی کہ الٰہی! تم نے موسیٰ کو کیوں بنایا؟ میرے کلیم! میں نے جو کچھ بھی بنایا ہے، مبنی بر حکمت ہی پیدا فرمایا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اِنَّمَا الْاَشْيَاءُ تُعْرَفُ بِاَضْدَادِهَا ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ یعنی مٹھاس جبھی معلوم ہوسکتی ہے، جب کڑواہٹ بھی ہو۔ صحت کی قدر اسی وقت معلوم ہوسکتی ہے، جبکہ بیماری بھی ہو۔ خوشبو کا علم اسی وقت ہوسکتا ہے، جبکہ بدبو بھی ہو۔ ایک پہلوان اپنی ہمت و طاقت کا مظاہرہ اسی وقت کرسکتا ہے، جبکہ اس کے مقابل میں کوئی دوسرا پہلوان بھی ہو۔ اگر مقابلہ میں کوئی پہلوان ہی نہ ہو تو یہ گرائے گا کسے؟ اور اگر گرائے گا کسی کو نہیں تو پہلوان کہلائے گا کیسے؟ اس لئے ضروری ہے کہ پہلوان سے ٹکر لینے والا بھی کوئی ہو۔ ٹکرانے والے کی وجہ سے پہلوان کے کمالات کا اظہار ہوسکے گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہم پڑھتے سنتے آئے ہیں۔ آپ کے عصا مبارک کا سانپ بن جانا اور فرعون کے ہزاروں جادوگروں کے بنائے ہوئے سانپوں کو ایک بار ہی نگل جانا اور آپ کے دست مبارک کا چمک اُٹھنا وغیرہ ان معجزات و کمالات کا ظہور فرعون کی وجہ سے ہوا۔ فرعون اگر نہ ہوتا تو ان معجزات کا ظہور بھی نہ ہوتا۔ یعنی ان معجزات کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ ان معجزات اور موسیٰ علیہ السلام کے کمالات کے اظہار کیلئے ایک منکر کا وجود ضروری جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کرتا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کمالات کا اظہار ہوتا۔ خدا تعالیٰ نے فرعون کو پیدا فرمایا اور اس کی مخالفت کے باعث حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات و کمالات کا ظہور ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کا ٹھنڈا ہو جانا اور اتنے بڑے آتش کدہ کا باغ و بہار بن جانا۔ سب جانتے ہیں اِس معجزہ کا سبب کون تھا؟ اور یہ معجزہ کس کی وجہ سے ظہور میں آیا۔ صاف ظاہر ہے کہ نمرود کی وجہ سے۔ اس لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانے والوں سے تو یہ توقع ہو ہی نہیں سکتی تھی کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے کوئی آتش کدہ تیار کرتے۔ یہ بات کیسے ممکن تھی کہ کوئی مسلمان اپنے پیغمبر کو جلانے کا خیال تک بھی دل میں لاتا۔ پھر یَانَارُکُوْنِیْ بَرْداً وَّ سَلاَماً کا مظاہرہ کس طرح ہوتا؟ اس مظاہرہ کیلئے صرف یہی صورت تھی کہ کوئی منکرِ خلیل ہوتا اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مخالفت میں اتنا بڑھتا کہ آپ کے جلانے کیلئے ایک عظیم آتش کدہ تیار کرتا۔ اور خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر پر اُس آتش کدہ کو باغ و بہار بنا کر اپنی قدرت اور اپنے پیغمبر کے معجزہ کا مظاہرہ فرماتا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے نمرود کو پیدا فرمایا اور اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مخالفت کی اور کمالاتِ خلیل کا اظہار ہوا۔

اسی طرح ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اکثر معجزات 'ابوجہل' کی وجہ سے ظاہر ہوئے۔ چاند کا پھٹنا، کنکریوں کا کلمہ پڑھنا، درختوں اور پتھروں کا خدمتِ عالیہ میں حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کرنا، ابوجہل کی مخالفت اور اس کے انکار کے باعث تھا۔ ابوجہل جس قدر حضور کی مخالفت کرتا، اسی قدر حضور کے معجزات ظہور پذیر ہوتے۔ گویا ابوجہل کو جو پیدا کیا گیا تو یہ بھی عبث نہیں۔ بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات و معجزات کے ظہور کیلئے اُسے پیدا کیا گیا۔ میں نے ایک جمعہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دہن شریف کی برکات بیان کرتے ہوئے یہ حدیث بیان کی جنگِ اُحد میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک آنکھ پھوٹ گئی وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ میں اپنا لعابِ دہن شریف لگایا۔

فَجَعَلَہٗ اَحْسَنَ عَیْنَیْہِ وَاَحَدُّھُمَا نَظْرًا (حجۃ اللہ العالمین، صفحہ ۴۲۴)

تو ان کی آنکھ کو پہلی آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور روشن کر دیا۔

یہ حدیث سن کر منکرین نے اس حدیث کا انکار کر دیا اور کہا ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ میں نے کتبِ احادیث کا مطالعہ کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لعاب دہن شریف کی اس قسم کی برکتوں پر مشتمل متعدد اور حدیثیں بھی مل گئیں۔ جن میں صحابہ کرام کی آنکھوں کا دُکھنا اور بینائی کا لوٹ آنا مذکور تھا۔ میں نے اگلے جمعہ میں سنایا کہ لو! تم ایک حدیث کا انکار کر رہے تھے، وہ بھی سنو! اس کے علاوہ اور چند واقعات بھی سنو۔ پھر میں نے یہ سارے ایمان افروز واقعات کتبِ احادیث سے سنائے اور منکرین کا شکریہ ادا کیا کہ اگر تم انکار نہ کرتے تو میں کتبِ احادیث کا مطالعہ نہ کرتا اور یہ جو چند اور واقعات بھی احادیث میں سے مجھے مل گئے ہیں تو اب میں بجائے صرف ایک واقعہ کے یہ سارے واقعات بیان کیا کروں گا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جتنے بھی کمالات ہیں۔ ہر کمال کا ایک نہ ایک منکر بھی خدا نے پیدا فرمایا ہے۔ مثلاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت کا ختم ہو جانا اور آپ کا خاتم النبیین ہونا یہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک کمال ہے۔ اور حضور کے خاتم النبیین ہونے پر جس قدر آیات واحادیث وارد ہیں، ان کے یاد کرنے اور بیان کرنے کیلئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس کمال کا کوئی منکر ہونا ضروری تھا۔ اگر کوئی منکرِ ختمِ نبوت نہ ہوتا تو نہ کوئی آیاتِ ختمِ نبوت کو یاد کرتا نہ بیان کرتا۔ اور یہ جملہ آیات واحادیث بغیر بیان کئے رہ جاتیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے منکرینِ ختمِ نبوت بھی پیدا فرمائے اور عبث پیدا نہیں فرمائے بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمال ختمِ نبوت کو چمکانے کیلئے پیدا فرمائے۔

اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علوم و اختیارات اور جملہ کمالات پر جتنی آیاتِ شریفہ واحادیثِ مبارکہ شاہد ہیں، ان کا جو آئے دن تقریروں میں اور تحریروں میں بیان ہوتا رہتا ہے، وہ ان منکرین کمالات کی بدولت ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ سب منکرین عبث پیدا نہیں فرمائے گئے۔ بلکہ یہی حقیقت ہے کہ ﴿ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً ﴾

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صبر و شکر اور آپ کے عزم واستقلال کے ڈنکے بج رہے ہیں۔ لیکن ان کمالاتِ حسین کے ظہور کا سبب کون تھا وہی منکرِ حسین یزید! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان چمکانے کیلئے یزید کو پیدا کیا گیا۔ اگر یزید پیدا نہ ہوتا تو نہ کوئی ظلم وستم کے اس قدر پہاڑ توڑتا اور نہ امام پاک کے صبر و شکر اور عزم واستقلال کا ظہور ہوتا۔

اسی طرح جملہ منکرین انبیاء واولیائے کرام اور منکرین صحابہ واہلِ بیتِ عظام اور منکرین امامانِ دین کا وجود بھی خالی از حکمت نہیں۔ یہ منکرین' ان نفوسِ قدسیہ کا انکار کرتے ہیں اور ان کے غلام ان کی شانوں کا اظہار کرتے ہیں۔

جس قدر انکار زیادہ ہوتا ہے اسی قدر ان کی بلند و بالا شانوں کا اظہار زیادہ ہوتا ہے۔ مشہور ہے کہ 'نور تاریکی میں چمکتا ہے'۔ جتنی گہری تاریکی ہوگی' اتنی ہی چمک تیز ہوگی۔ جس طرح تاریکی کا وجود نور کیلئے ضروری ہے، اسی طرح نیکی کے ظہور کیلئے بدی کا وجود اور ظہورِ خیر کیلئے وجودِ شر ضروری ہے۔

چند سال گزرے ۱۲ ربیع الاوّل شریف کے روز ہمارے قصبہ میں حسبِ معمول جلوسِ میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تیاری مکمل تھی لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ عین جلوس نکلنے کے وقت موسلا دھار بارش ہونے لگی۔ بارش اتنے زور کی تھی کہ گلی کوچے سب پانی سے بھر گئے۔ مسلمانانِ کوٹلی جلوس نکالنے کیلئے بالکل تیار تھے۔ لیکن بارش نے رُکاوٹ پیدا کردی۔ بارش تھمنے کا نام ہی نہ لیتی تھی۔ چنانچہ اکثر احباب کی رائے یہ ہوگئی کہ اس دفعہ جلوس نہ نکالا جائے۔ کیونکہ صورت ہی ایسی نہ تھی کہ جلوس نکل سکتا لیکن ایک بات ایسی ہوگئی جس سے جلوس موسلا دھار بارش ہوتے میں نکلا اور سارے سالوں سے زیادہ پُر رونق اور پُر جوش نکلا۔ بات یہ ہوئی کہ منکرین جلوس نے کہیں یہ کہہ دیا کہ جلوس بدعت ہے اور خدا کو منظور ہی نہیں کہ یہ جلوس نکلے۔ احبابِ کوٹلی شاہد ہیں کہ اس جملہ نے کچھ ایسا اثر کیا کہ سب نے مل کر مجھ سے کہا، مولوی صاحب! اب اگر اولے بھی پڑنے لگیں تو پرواہ نہیں۔ چلئے آگے لگئے اور موسلا دھار بارش میں جلوس کی قیادت کیجئے۔ بخدا اس زور کا جلوس بھی ایک یادگار جلوس تھا۔ پچھلے تمام سالوں سے زیادہ لوگ اس جلوس میں شامل ہوئے۔ آسمان پر سے پانی برس رہا تھا اور اسی عالم میں جلوس نکل رہا تھا۔ گلی کوچوں میں پنڈلیاں پانی میں ڈوبی ہوئی چل رہی تھیں۔ زبانوں سے درود وسلام کے نغمے جاری، نعرہ ہائے تکبیر و رسالت کی گونج، اوپر سے بادلوں کی کڑک اور پانی جاری، چاروں طرف پانی ہی پانی اور جلوس کی روانی منکرین کو پانی پانی کر رہی تھی۔ اس روز اگر منکرین اتنی بات نہ کرتے کہ جلوس نکلنا خدا ہی کو منظور نہیں تو یہ حقیقت ہے کہ جلوس نکالنے کا ارادہ ملتوی ہو چکا ہوتا۔ معلوم ہوا کہ منکر کا وجود عبث پیدا نہیں کیا گیا بلکہ وہی حقیقت ہے کہ ﴿ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً ﴾

ایک بزرگ کا واقعہ پڑھا تھا کہ آپ نے ایک مجلس میں کہا، خدا ان کافروں کو سلامت رکھے کہ ہمارے لئے نعمت ہیں۔

حاضرین نے دریافت کیا، حضور کافر ہمارے لئے نعمت کیسے ہوگئے؟ فرمایا وہ ایسے کہ مسلمان اگر میدانِ جہاد میں کسی کافر کو مارے تو غازی اور کافر کے ہاتھوں مارا جائے تو شہید۔ اور غازی و شہید ہونا بہت بڑا درجہ ہے۔ لیکن یہ درجہ ملا کس کی وجہ سے؟ کافر کے وجود سے۔ اگر کافر ہی نہ ہوں تو ہم نہ غازی بن سکیں نہ شہید۔ معلوم ہوا کہ کافر بھی ہمارے لئے نعمت ہیں کہ ان کی وجہ سے ہم غازی بھی بنتے ہیں اور شہید بھی۔ خدا انہیں سلامت رکھے۔

اس تمہید کے بعد سنئے کہ فرعون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کیلئے پیدا کیا گیا۔ نمرود کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مخالفت کیلئے اور ابوجہل کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کیلئے پیدا کیا گیا۔ اور شیطان کو خدا تعالیٰ نے اپنی مخالفت کیلئے پیدا کیا۔

یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس عالم سے تشریف لے گئے تو ابوجہل بھی نہ رہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لے گئے تو نمرود بھی گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے تو فرعون بھی چل دیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے تو یزید بھی نہ رہا۔ لیکن خدا تعالیٰ ابھی تک ہے تو شیطان بھی ابھی تک ہے۔

خدا ازلی و ابدی ہے۔ اس کی نہ ابتدا نہ انتہا۔ اس نے اپنا مخالف بھی پیدا فرمایا تو دیگر تمام منکرین سے اسے زیادہ عمر دی اور اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ فرما کر اُسے ڈھیل دے دی اور اختیارات بھی بڑے وسیع دے دیئے تا کہ وہ اپنا زور لگا کر دیکھ لے خدا کے جو بندے ہیں وہ اُسی کے ہو کر رہیں گے کبھی شیطان کے نہ بنیں گے۔ شیطان نے عمر دراز اور اختیارات وسیعہ پا کر خدا کے مقابلہ میں باقاعدہ ایک محاذ کھول لیا اور اپنا گروہ تیار کرنے کیلئے کوشش کرنے لگا۔ چنانچہ شیطان کی اس کوشش سے جو بدنصیب افراد تھے، اس کے داؤ میں پھنستے چلے گئے اور ابتداء سے لے کر آج تک دو گروہ نظر آنے لگے۔

حزب اللہ اور حزبِ شیطان

خداتعالیٰ نے اپنی طرف بلانے کیلئے اپنے رسول بھیجے اپنی کتابیں بھیجیں اور اپنی طرف آنے والوں کیلئے جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ تیار کیں۔ تو شیطان نے بھی اپنی طرف بلانے کیلئے اپنے نمائندے قائم کئے۔ اپنی کتابیں پھیلائیں اور دُنیوی خواہشات اور لذات کی فانی جنات تیار کیں۔ شیطان کے نمائندے کون ہیں اور اس کی کتابیں کون سی ہیں؟ آئندہ صفحات کی حکایات میں پڑھئے اور دیکھئے کہ اس ملعون نے کیا کیا پروگرام بنا رکھے ہیں اور کس طرح یہ حزب الشیطان کے بڑھانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ الغرض شیطان کی پیدائش کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے پورے اختیارات کے ساتھ بندوں کو بدی کی طرف مائل کرے تاکہ جو خوش نصیب افراد ہیں وہ اس کی تحریک وترغیب کو کچل کر خداتعالیٰ کی طرف دوڑیں اور یوں وہ اپنی اس کوشش کو نیکی کی صورت دے کر اپنے اللہ سے اجروثواب پا سکیں۔ کسی غیر محرم عورت کی طرف نہ دیکھنا یا لہوولعب کی طرف آنکھ نہ اُٹھانا، یہ اسی صورت نیک بن سکے گی، جبکہ غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنے کے مواقع بھی ہوں۔ لہوولعب کی مجلسیں بھی ہوں، ان مواقع ومجالس کا مہتمم بھی ہو اور دیکھنے والے میں دیکھنے کی طاقت بھی ہو اور اگر ایسا کوئی موقع ہی نہ ہو، یا دیکھنے والا ہی اندھا ہو تو پھر نہ دیکھنا نیکی نہیں ہو سکتی، نیکی اسی صورت میں نیکی ہوگی جبکہ موقعہ بھی ہو اور دیکھنے والے کے پاس آنکھ بھی ہو۔ لیکن پھر وہ خدا سے ڈر کر ایسے موقعہ کی طرف آنکھ نہ اُٹھائے تو وہ نیکی کا کام کر رہا ہے اور اُسے ثواب ملے گا۔ ایک اندھا اگر سینما و تھیٹر نہیں دیکھتا تو یہ اس کا کمال نہیں، کمال اُس کا ہے جو آنکھ رکھ کر ایسی خرافات کو نہ دیکھے۔

خداتعالیٰ نے ان خرافات ولہوولہب کا محرک شیطان پیدا کر کے اپنے بندوں کیلئے یہ موقعہ پیدا فرمایا ہے کہ وہ شیطان کی ہر ترغیب و تحریک کو کچل کر اس کی طرف دوڑیں اور اس سعی محمود کا اجروثواب اللہ سے پائیں۔

ابو النّور محمد بشیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلیٰ رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

مسلمانوں کیلئے ایک نہایت عبرت آموز، مفید اور کارآمد کتاب

مستند، سبق آموز اور سچی

شیطان کی حکایات

حکایت نمبر 1

حضرت آدم علیہ السلام اور شیطان

خدا تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کا جسم مبارک تیار کیا تو فرشتوں نے ایک نئی شکل وصورت دیکھ کر تعجب کا اظہار کیا اور آپ کی خوبصورتی دیکھ کر بھی خوش ہوئے۔ شیطان نے جو آپ کو دیکھا تو کہنے لگا، بھلا یہ کیوں پیدا کیا گیا؟ پھر فرشتوں سے کہنے لگا اگر خدا نے اسے ہم پر ترجیح دے دی تو تم کیا کرو گے؟ فرشتوں نے کہا ہم اپنے ربّ کا حکم مانیں گے۔ شیطان نے اپنے جی میں کہا بخدا اگر خدا نے اسے مجھ پر ترجیح دے دی تو میں ہرگز خدا کا حکم نہیں مانوں گا، بلکہ اسے ہلاک کردوں گا۔ پھر شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے جسم اقدس پر تھوک دیا جو آپ کے مقام ناف پر پڑا۔ خدا تعالیٰ نے حضرت جبریل کو حکم دیا کہ اتنی جگہ سے مٹی نکال دو۔ جبریل نے جہاں تھوک پڑی تھی، اس جگہ سے تھوک سمیت مٹی نکال دی۔ خدا نے اس مٹی سے کتا پیدا فرمایا۔ کتے میں تین خصلتیں ہیں: اُسے آدمی سے اُنس ہے۔ رات کو جاگتا ہے اور آدمی کو کاٹتا ہے۔ آدمی سے اسے انس اس لئے ہے کہ مٹی حضرت آدم علیہ السلام کی ہے۔ رات کو جاگتا اس لئے ہے کہ ہاتھ جبریل کے لگے ہیں اور آدمی کو کاٹتا اس لئے ہے کہ تھوک شیطان کی ہے۔ (روح البیان، جلد ۱، صفحہ ۴۸)

سبق...... اللہ کے مقبولوں اور محبوبوں کا شیطان ہمیشہ سے دشمن چلا آیا ہے۔ شیطان میں انانیت وغرور بہت ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کے سوا کسی اور میں بڑائی وعظمت تسلیم کی جائے۔ اسی اپنی انانیت کی وجہ سے وہ حضرت آدم علیہ السلام کا دلی دشمن بن گیا اور آپ کے جسم اقدس پر تھوک کر اس نے بتادیا کہ اللہ کے مقبولوں کے حق میں گستاخی وبے ادبی کرنا میرا شیوہ ہے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی پیدا فرمایا ہے وہ مبنی بر حکمت ہے۔ ہمیں یوں ہرگز نہ کہنا چاہئے کہ بھلا یہ کیوں پیدا کیا؟ بلکہ یوں کہنا چاہئے

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً

یعنی اے ربّ ہمارے! تو نے یہ بیکار نہ بنایا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کا حکم بلا چون وچرا مان لینا فرشتوں کی سنت ہے اور اُس کے حکم کو حیل وحجت کرکے نہ ماننا شیطان کی خصلت ہے۔ لہٰذا ہمیں فرشتوں کی سنت کو اپنانا چاہئے، نہ کہ شیطان کی خصلت کو۔

شیطان کی اکڑ

خدا تعالیٰ نے جب سارے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کے آگے جھک جاؤ اور اُسے سجدہ کرو تو سارے فرشتے سجدے میں گر پڑے مگر شیطان سجدے میں نہ گرا۔ انکار کر گیا اور اکڑ گیا۔ سارے فرشتے تو سجدے میں تھے لیکن شیطان حضرت آدم علیہ السلام کی طرف پیٹھ پھیرے کھڑا رہا۔ فرشتوں نے جب سجدے سے سر اُٹھایا تو شیطان کو دیکھا کہ ملعون تکبر سے کھڑا ہے اور اس نے سجدہ نہیں کیا۔ تو سارے فرشتے اس امر پر خدا کا شکر کرتے ہوئے کہ انہیں سجدہ کرنے کی توفیق ملی ہے پھر سجدے میں گر گئے۔ اس طرح فرشتوں کے یہ دو سجدے ہو گئے۔ (قرآن پاک، پ ۱، ع ۴۔ روح البیان، جلد ۱ صفحہ ۸۱)

سبق......شیطان نے تکبر کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ ملعون اپنے آپ کو حضرت آدم علیہ السلام سے افضل سمجھتا ہے اور اس بنا پر خدا کے حکم کو خلافِ حکمت سمجھتا رہا اور اس کے حکم کا انکار کر کے اکڑ گیا۔ اُس اکڑ نے اُسے سجدہ نہ کرنے دیا۔ فرشتوں نے خدا کے حکم کے آگے سر خم کر دیا اور سجدے میں گر گئے۔ مگر شیطان کو اکڑ نے جھکنے نہ دیا۔ آج بھی یہ اکڑ ہی مسجد میں نہیں آنے دیتی اور نماز نہیں پڑھنے دیتی۔ پتلون پہننا بھی آج کل فیشن بن گیا ہے۔ دیکھ لیجئے اس میں اتنی بات ضرور ہے کہ پتلون پہن کر خواہ کچھ اکڑ سی پیدا ہو جاتی ہے۔ بالخصوص ٹیڈی پتلون تو بالکل ہی اکڑ کر رکھ دیتی ہے اور سجدے میں کسی صورت جھکنے نہیں دیتی۔

میں نے اپنی ایک نظم میں لکھا ہے ؎

دین نے فرمایا کہ عجز و تواضع اختیار　　　اور کہا پتلون نے رہنا اٹن شن چاہیے

اور لاہور کے حاجی لق لق نے لکھا تھا ؎

نقشِ پائے یار کو چوموں تو چوموں کس طرح　　　ہو بُرا پتلون کا اس سے نہ بیٹھا جائے

شیطان کا فلسفہ

خدا تعالیٰ کے حکم سے آدم علیہ السلام کو جب سارے فرشتوں نے سجدہ کیا اور شیطان نے سجدہ نہ کیا تو خدا تعالیٰ نے شیطان سے پوچھا کہ میرا حکم پا کر تو نے آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کیوں نہیں کیا؟ تو شیطان نے جواب دیا:

اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡہُ خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ

میں آدم (علیہ السلام) سے بہتر ہوں کیونکہ مجھے تو نے آگ سے بنایا ہے اور آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے۔

آگ جو ہر لطیف اور نورانی ہے اور مٹی جسم کثیف اور ظلمانی ہے۔ پھر میں آگ ہو کر مٹی کے آگے، لطیف ہو کر کثیف کے آگے کیوں جھکتا؟ خدا تعالیٰ نے فرمایا، نکل جا یہاں سے تیرا کیا حق ہے کہ تو یہاں رہ کر اکڑے اور غرور کرے۔ نکل یہاں سے کہ تو ذلیل ہے۔ (قرآن پاک، پ ۸، ع ۹۔ روح البیان، جلد ا صفحہ ۷۰۵)

سبق...... فلسفی شیطان اپنے جھوٹے فلسفہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کے حکم سے ٹکرا گیا اور خدا تعالیٰ کا حکم ہوتے ہوئے اپنے فلسفہ کو سامنے لے آیا کہ میں چونکہ آگ سے ہوں اور آدم (علیہ السلام) مٹی سے اور آگ مٹی سے افضل ہے۔ اسلئے جس کی اصل آگ ہوگی وہ افضل ہے اُس سے جس کی اصل مٹی سے ہوگی۔ اس طرح ملعون نے اپنے آپ کو حضرت آدم علیہ السلام سے افضل سمجھ لیا اور اپنے اس فلسفہ سے راندۂ درگاہ ہو گیا۔ حالانکہ اس کا یہ فلسفہ بالکل غلط تھا۔ کیونکہ افضل وہ ہے جسے مالک و مولیٰ فضیلت دے۔ فضیلت کا مدار اصل و جوہر پر نہیں۔ بلکہ مالک کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہے۔ علاوہ ازیں آگ کا مٹی سے افضل ہونا اس لئے بھی صحیح نہیں کہ آگ میں تیزی، طیش، ترفع اور بے قراری پائی جاتی ہے اور ان باتوں سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے جو شیطان میں تکبر پیدا ہوا اور اس نے سجدہ نہ کیا۔ اور مٹی میں آہستگی، سکون، وقار، بردباری اور انکسار پایا جاتا ہے اور ان باتوں کو خدا پسند فرماتا ہے اور انہیں باتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو توبہ کرنے پر اُبھارا تھا۔ مٹی اس لئے بھی افضل ہے کہ جنت کی مٹی مشک سے بھی بہتر ہوگی۔ گویا وہاں بھی مٹی ہوگی مگر آگ جنت میں نہیں ہوگی۔ علاوہ ازیں آگ عذاب کا سبب ہے، مٹی نہیں۔ اور مٹی آگ سے بالکل بے احتیاج ہے۔ لیکن آگ کو مکان کی احتیاج ہے۔ اور اس کا مکان مٹی ہے۔ مٹی سجدہ کی جگہ ہے، آگ نہیں۔ مٹی سے ملک آباد ہوتے ہیں اور آگ سے تباہ و برباد ہوتے ہیں۔ مٹی امانت دار ہے جو چیز اس میں رکھی جائے اس کو محفوظ رکھتی ہے اور بڑھاتی ہے جیسے بیج۔ اور آگ ہر اس چیز کو جو اس میں آجائے فنا کر دیتی ہے۔ باوجود ان اُمور کے مزے کی بات یہ ہے کہ مٹی آگ کو بجھا دیتی ہے اور آگ مٹی کو فنا نہیں کر سکتی۔ معلوم ہوا کہ فلسفی شیطان کا اپنا یہ فلسفہ بھی باطل تھا کہ آگ مٹی سے افضل ہے اور سب سے بڑی مہلک غلطی شیطان کی یہ تھی کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں اپنا فلسفہ لے آیا اور اپنی اس حرکت سے ہمیشہ کیلئے کافر و ملعون بن گیا۔ شیطان کے اس حال سے مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے۔ اور خدا کے احکام سن کر اپنی سائنس، عقل اور اپنے فلسفہ کو کبھی نہیں لانا چاہئے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا حکم سن کر فرشتوں کی طرح فوراً اپنا سر تسلیم خم کر دینا چاہئے۔

شیطان کی قسم

خدا تعالیٰ نے شیطان کو جب اپنی بارگاہ سے نکال دیا اور اسے مردود و ملعون کردیا تو شیطان نے خدا تعالیٰ سے کہا کہ مجھے قیامت تک کیلئے مہلت دے۔ خدا نے فرمایا، اچھا میں نے مہلت دی۔ شیطان نے مہلت ملنے کا وعدہ لیکر پھر قسم کھا کر کہا کہ میں سیدھے راستے پر بیٹھ جاؤں گا اوران تیرے بندوں آدم کی اولاد کو چاروں طرف سے گھیرلوں گا۔ اسطرح اُن پر سامنے سے بھی حملہ کروں گا، پیچھے سے بھی، اوران کے داہنے اوران کے بائیں سے بھی اُن پر حملہ آور ہوں گا اور چاروں طرف سے گھیر کران کو اپنا ساتھی بناؤں گا اورانہیں تیرے شکرگزار بندے نہ رہنے دونگا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ملعون تو یہاں سے نکل جا! اور جا لوگوں کو بہکا میرا بھی یہ اعلان ہے جو تیرے کہے پر چلا میں اُسے بھی تیرے ساتھ جہنم میں داخل کروں گا۔ (قرآن پاک۔پ۸، ع۹)

سبق...... شیطان نے اپنے ساتھی اور اپنے رفیقانِ جہنم بنانے کیلئے قسم کھا رکھی ہے کہ میں لوگوں کو چاروں طرف سے گھیر کر انہیں گمراہ کروں گا۔ اور خدا نے اس کے کہنے پر چلنے والوں کو جہنم میں داخل کرنے کا اعلان فرمادیا ہے۔ لہٰذا آج ہمیں شیطان سے ہر وقت چوکنا رہنا چاہئے۔ یہ ملعون واقعی چاروں طرف سے حملہ آور ہو رہا ہے۔ آگے سینما، پیچھے تھیٹر۔ دائیں رقص و سرور، بائیں لہو ولعب۔ الغرض چاروں طرف عریانی وفحاشی، انانیت وغرور، بیباکی وعیاری، مکروفریب، دھوکا وچالبازی، آوارگی ومیخواری عام ہے اور ابن آدم شیطان کے اس داؤ کی زد میں ہے۔ یہ ملعون حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے اپنی ذلت کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس کی زد میں نہیں آتے اور بڑے ہی بد بخت ہیں وہ لوگ جو اس کو بہکانے میں آجاتے ہیں۔ مسلمانوں کو اس کے داؤں سے بچنے کیلئے ہر وقت مستعد رہنا چاہئے تاکہ خدا تعالیٰ کے عذاب سے وہ بچ جائیں۔

حکایت نمبر ۵

شیطان کا وسوسہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام دونوں کو فرمایا کہ جاؤ تم دونوں جنت میں رہو۔ اور جنت میں جہاں چاہو اور جو چاہو وہ کھاؤ۔ لیکن اس ایک درخت کے نزدیک بھی نہ جانا۔ حضرت آدم و حوا جب جنت میں تشریف لے گئے تو شیطان نے ان کے دلوں میں یہ وسوسہ پیدا کر دیا کہ یہ درخت جس کے پاس بھی جانے سے ہمیں روکا گیا ہے تا کہ ہم فرشتوں کی طرح کھانے پینے سے بے نیاز نہ ہو جائیں۔ شیطان نے پھر قسم کھا کر اُن سے کہا کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں۔ آپ اس درخت سے کچھ کھا لیں، کچھ نہیں ہوتا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے شیطان کے منہ سے اللہ کی قسم سن کر یقین کر لیا کہ یہ ہمارا خیر خواہ ہی ہے۔ آپ کو گمان بھی نہ تھا کہ کوئی اللہ کی قسم کھا کر بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ اسلئے آپ نے اس کی بات کا اعتبار کر لیا اور اس درخت سے کچھ کھا لیا۔ کھاتے ہی حضرت آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام دونوں کے بدن سے جنتی لباس اُتر گیا اور ان میں ایک دوسرے سے اپنا جسم چھپا نہ رہ سکا۔ اور پھر وہ اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہ کیا تھا اور یہ نہیں بتایا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام و حوا دونوں عرض کرنے لگے، اے ربّ ہمارے! ہم نے اپنا آپ برا کیا۔ اب اگر تو نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں نہ بخشا تو ہم نقصان اُٹھائیں۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بایں الفاظ دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَکَرَامَتِهٖ عَلَیْکَ اَنْ تَغْفِرَلِیْ خَطِیْئَتِیْ

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے بندۂ خاص محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے جاہ و مرتبت کی طفیل میں
اور اس کی کرامت کے صدقہ میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے، مغفرت چاہتا ہوں۔

یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ نے اُن کی مغفرت فرما دی اور شیطان خائف و خاسر رہ گیا۔ (قرآن پاک۔ پ ۱، آیت ۳۷۔ تفسیر خزائن العرفان)

سبق......شیطان نے جب دیکھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے میں ہمیشہ کیلئے مردود و ملعون ہوا ہوں تو خبیث نے انتقام لینے کیلئے جھوٹی قسمیں کھا کر حضرت آدم وحوا کو جنت سے نکال دینے کی کوشش کی اور خدا تعالیٰ نے جس درخت کے پاس بھی جانے سے حضرت آدم علیہ السلام کو روکا تھا، اس کے ذریعے اپنا مقصد پانا چاہا۔ چنانچہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کا نام سن کر اعتبار کر لیا اور درخت کے پاس بھی نہ جانے کی نہی کو تنزیہی سمجھ لیا اور اس درخت سے کچھ کھا لیا۔ معلوم ہوا کہ شیطان کی یہ عادت کہ وہ لوگوں کو بہکانے کیلئے اللہ کی قسم ضرور کھاتا ہے۔ چنانچہ آج اگر کوئی شخص لوگوں کے مجمع میں قرآن پاک لیکر اور اللہ کی قسمیں کھا کھا کر کہنے لگے میں حنفی بلکہ اصلی حنفی ہوں تو جان لیجئے دال میں کالا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان نے جہاں خیر خواہ ہونے کی قسم کھائی ہے وہاں اس نے خیر نہیں گزاری تو جہاں اُس نے فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ کہہ کر یہ قسم کھا کر رکھی ہے کہ اے اللہ! تیری عزت کی قسم! میں تیرے سب بندوں کو گمراہ کروں گا۔ وہاں وہ خبیث کب خیر گزارنے والا ہے۔ اس لئے شیطانی داؤ سے ہمیں ہر وقت چوکنا رہنا چاہئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان ہم سے ایسی حرکتیں کرانا چاہتا ہے جس سے ہم ننگے اور عریاں ہو جائیں۔ ہمارا لباس وہ اُتار دینا چاہتا ہے اور ہمیں وہ عریاں دیکھنا چاہتا ہے۔ شیطان عریاں اور عریانی پسند ہے۔ چنانچہ آج کل وہ نئی تہذیب کے ہاتھوں اپنا یہی کام کرا رہا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت آدم وحوا علیہم السلام کا اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانا اس امر پر شاہد ہے کہ آدمیت یہ ہے کہ عریانی سے نفرت ہو اور شرم کی چیزوں کو چھپایا جائے۔

پچھلے دنوں ایک اخبار میں مغرب کی صورتِ حال پڑھی تھی کہ وہاں مادر زاد ننگے مرد، عورتیں اور بچے ساحلوں کی ریت پر دھوپ میں لیٹے بیٹھے یا کھڑے ہوئے باتیں کر رہے ہوتے ہیں اور جہاں سر جھک جانا چاہئے وہاں آنکھیں نہیں جھکتیں۔

(امروز۔ ۲۴ اپریل ۱۹۷۹ء)

یہ سب کچھ شیطانی حرکات ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں یعنی آدمیوں کو چاہئے کہ آدمی بنیں اور عریانی اختیار نہ کریں۔ مگر آہ!

نئی تہذیب کو نسبت نہیں ہے آدمیت سے
جناب ڈاروں کو حضرت آدم سے کیا مطلب

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے کیلئے سب سے بڑا کارگر وسیلہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام نامی اور اسم گرامی اور آپ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقہ میں خطائیں معاف فرما دیتا ہے۔

حکایت نمبر ۶

شیطان کی درخواست

خدا تعالیٰ نے شیطان کو حضرت آدم علیہ السلام کی خاطر جب اپنی بارگاہ سے نکال دیا تو شیطان نے خدا سے درخواست کی کہ الٰہی! تُو نے مجھے مردود تو کرہی ڈالا ہے اب اتنا کر کہ مجھے آدم کی اولاد پر پوری پوری قدرت اور قابو دیدے تاکہ انہیں میں گمراہ کرسکوں۔ خدا نے فرمایا جا تو اُن پر قابو یافتہ ہے اور میں نے تجھے ان پر قدرت دے دی۔ کہنے لگا الٰہی! کچھ اور زیادہ کر۔ فرمایا تو ان کے مالوں میں شرکت کرلے یعنی تو اُن کے مال معصیت میں خرچ کروا سکے گا۔ کہنے لگا کچھ اور زیادہ کر۔ فرمایا جا ان کے سینے تیرے رہنے کے گھر ہونگے۔ یہ سن کر حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی الٰہی! تو نے شیطان کو مجھ پر پورا تسلط اور عام غلبہ دیدیا ہے تو میں بجز تیری پناہ کے اس کے مکروفریب سے کیسے بچوں گا؟ فرمایا آدم! تمہارے ہاں جو بچہ بھی پیدا ہوگا، میں اُس پر ایک زبردست فرشتہ متعین کروں گا، جو اُسے شیطانی وساوس سے بچائے گا۔ عرض کیا الٰہی! اور زیادہ کر۔ فرمایا میں ایک نیکی کے بدلے دس گنا ثواب دوں گا۔ عرض کیا الٰہی! کچھ اور زیادہ کر۔ فرمایا میں ان سے توبہ کا مادہ نہ چھینوں گا، جب تک اُن کے جسموں میں روحیں باقی رہیں گی۔ عرض کیا الٰہی! کچھ اور زیادہ کر۔ فرمایا میں ان کے سروں پر اپنی مغفرت کا تاج رکھوں گا اور کسی کی پرواہ نہ کروں گا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی! بس مجھے یہ کافی ہے۔ (نزہۃ المجالس، جلد ۲ صفحہ ۳۱، ۲۳)

سبق......شیطان کی یہ دعا و درخواست اس لئے قبول کرلی گئی تاکہ اللہ کے نیک اور سچے بندوں کا خدا سے جو تعلق اور جذبہ محبت ہے اور نیک کام کرنے کی انکے دلوں میں جو تڑپ ہے، اس کے اظہار کا انہیں موقع مل سکے۔ اگر شیطان کو بندوں پر قدرت نہ دی جاتی اور وہ اُنکے مال و جان میں تصرف کرنے کا مجاز نہ ہوتا تو پھر نیکی نیکی نہ رہتی اور بغیر کسب وسعی کے حاصل شدہ ایک فطری چیز رہ جاتی۔ نیکی کو نیکی بنانے کیلئے شیطان کو کھلا چھوڑ دیا گیا تاکہ سعیدِ فطرت انسان شیطان سے بچاؤ کیلئے ہر ممکن کوشش کرے اور خدا سے اپنا تعلق برقرار رکھنے کی کوشش کا مظاہرہ کرے۔ ہمیں جب پتا چلتا ہے کہ رات کو مسلح ہوکر چور نکلتے ہیں تو ہم اپنے مال و جان کی حفاظت کیلئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں، جاگتے ہیں اور دروازوں کو خوب تالے لگاتے ہیں اور ایک آدمی پہرہ کیلئے مقرر کردیتے ہیں جو رات بھر جاگتا اور جگاتا رہتا ہے اور جاگتے رہیو کی آواز سناتا رہتا ہے تاکہ چور گھر میں نہ گھس آئے۔

یونہی شیطان ایک چور اور مسلح چور ہے۔ خدا نے اُسے کھلا چھوڑ دیا ہے تا کہ اُسکے نیک بندے خوابِ غفلت سے بیدار رہ کر صَلُّوْا وَالنَّاسُ نِیَام پر عامل رہیں اور اپنے دلوں پر ذکرِ حق کے مضبوط تالے لگالیں اور چور سے ہر وقت چوکنے رہیں اور شریعت کے پہرہ دار مولوی کی آواز کو سنتے رہیں کہ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ جو لوگ پہرہ دار کی آواز پر کان نہ دھریں بلکہ پہرہ دار ہی کو ایک غیر ضروری فرد قرار دیں۔ ظاہر ہے کہ وہ یا تو بے وقوف ناعاقبت اندیش اور بدنصیب ہیں یا پھر چور کے ساتھی ہیں۔ جو نہیں چاہتے کہ لوگ جاگتے رہیں اور چور اپنا کام نہ کرسکیں۔ دانا لوگ پہرے دار کی قدر کرتے ہیں۔ اس موقع پر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے یہ شعر سنئے جو بڑے سبق آموز ہیں ۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل پل میں چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
سونا پاس ہے سونا بن سونا زہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے نیند میٹھی ہے تیری مت ہی نرالی ہے

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے وہ نہیں چاہتا کہ اس کے بندے شیطان چور کے ہاتھوں لٹیں۔ بندے اُس چور سے بچنے کی ذرا سی بھی کوشش کریں تو وہ خوش ہوتا ہے اور ایک نیکی کے بدلے دس کا ثواب دیتا ہے اور بندہ خوابِ غفلت سے جس وقت بھی بیدار ہو جائے اور وہ خوش ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ مرتے وقت بھی اگر اُس کی آنکھ کھل جائے تو خدا تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اُسے اپنی آغوش میں لے لیتی ہے۔ لیکن جو سوتے سوتے ہی ہمیشہ کیلئے سو جائیں سمجھ لیجئے ان کی قسمت ہی سوگئی۔

شیطان کے پیغمبر اور کتاب

خدا تعالیٰ نے شیطان کو مردود کیا تو شیطان نے کہا الٰہی! تو بنی آدم میں پیغمبروں کو بھیجے گا، کتابیں نازل کرے گا۔ میرے پیغمبر اور میری کتاب بھی کوئی ہونی چاہئے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا، کاہن، نجومی تیرے پیغمبر ہوں گے۔ عرض کیا میری کتاب؟ فرمایا خیالی تک بندی اور جھوٹے شعر تیری کتاب ہیں۔ عرض کیا میرا موذن؟ فرمایا راگ اور گانا۔ عرض کیا میری مسجد؟ فرمایا فتنہ انگیز بازار۔ عرض کیا اور میرا کھانا؟ فرمایا جس پر میرا نام نہ لیا جائے، وہ تیرا کھانا ہے۔ عرض کیا اور میرا پانی؟ فرمایا نشیلی چیزیں۔ عرض کیا اور میرا جال؟ فرمایا عورتیں۔ (نزہۃ المجالس، جلد ۲ صفحہ ۳۲)

سبق..... جھوٹی پیش گوئیاں کرنا، جھوٹے شعر کہنا، اور خیالی تک بندیوں سے مبالغہ آمیز باتیں بنانا، راگ گیت اور گانے گانا اور مسجدوں کو چھوڑ کر بازاری مجلسوں کو اپنانا، اور خدا کو بھول کر حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر جو ملے کھا جانا، اور بھنگ، چرس، شراب وغیرہ نشہ آور چیزوں کا پینا پلانا اور عورتوں کو بے حجاب پھرانا یہ سب شیطانی اُمور اور شیطان کی پسندیدہ چیزیں ہیں۔

شیطان خود جھوٹا ہے اسلئے اُس کے پیغمبروں کی پیش گوئیاں بھی جھوٹی ہیں۔ ہمیں اس قسم کی پیش گوئیوں پر کان نہیں دھرنا چاہئے۔ ۱۹۶۰ء میں جب حج کر کے میں واپس کراچی پہنچا تو کراچی میں ایک ہمہ گیر بے چینی نظر آئی۔ اٹلی کے کسی نجومی نے یہ پیش گوئی کردی تھی کہ ۱۴ جولائی کو قیامت آجائے گی۔ اس پیش گوئی کو پڑھ کر بہت سے ضعیف الاعتقاد لوگوں نے اُس پر یقین کرلیا تھا کہ ۱۴ جولائی کو واقعی قیامت آ کر رہے گی۔ اور اکثر لوگ اپنا کاروبار چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں میں بھی چلے گئے تھے تا کہ مریں تو گھر پہنچ کر مریں۔ میں نے اپنے ملنے والوں کو یقین دلایا کہ یہ سب بکواس ہے، قیامت تو قرآن پاک کے ارشاد کے مطابق 'اچانک آئے گی'۔ اگر قیامت کیلئے کوئی تاریخ مقرر کرلی جائے تو فرمایئے وہ اچانک کب رہی؟

اسی طرح ۶۲ء میں چند بھارت کے نجومیوں نے پیش گوئی کی تھی کہ فروری ۶۲ء کے پہلے ہفتہ میں آٹھ ستارے ایک نحس برج میں جمع ہو رہے ہیں۔ اس نحس اجتماع سے دنیا میں زبردست تباہی آنے والی ہے۔ اس پیش گوئی پر یقین کرکے بھارت کے بڑے بڑے پنڈت پریشان ہوگئے اور وہ اپنے مقدس مقامات پر جمع ہو کر پراتھنا کرنے لگے۔ اسی طرح کی جھوٹی پیش گوئیوں سے شیطان خوش ہوتا ہے۔ مسلمان کو اپنے خدا و رسول کے سچے ارشادات پر یقین رکھنا چاہئے اور شیطانی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہئے اسی طرح آج کل اپنے آنسوؤں سے سیلاب لانے والے، کمر یار کی تلاش میں عمر کھونے والے، اور گل و بلبل آمیز شعر کہنے والے شاعر اپنی جھوٹی مبالغہ آرائیوں سے مسلمانوں کی توجہ خدا کی سچی کتاب سے ہٹا کر ان خرافات کی طرف پھیرنا چاہتے ہیں۔ اس قسم کے جھوٹے شاعر شیطان کے داعی ہیں۔ اور حالیؔ نے ایسے ہی شاعروں کیلئے لکھا ہے کہ

ع جہنم کو بھر دیں گے شاعر ہمارے

اس لئے مسلمانوں کو خرافات سے بچنا چاہئے اور سمجھ لینا چاہئے کہ خدا نے اس قسم کے شعروں کو شیطان کی کتاب بتایا ہے اور یہ راگ گیت اور ترنم آمیز گانے شیطان کی اذان ہیں۔ ان آوازوں کو سن کر اس طرح دوڑنے والے گویا شیطان کی آواز پر لبیک کہنے والے اور شیطان کے مقتدی ہیں۔ شیطان کی مسجد فتنہ انگیز بازار ہے۔ اللہ کی اذان اللہ کی مسجد میں ہوتی ہے اور شیطان کی اذان یعنی گیت اور گانے شیطان کی مسجد بازار میں ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اللہ والے بنیں اور اللہ کی اذان سنیں اور نہ بازاری مجلس اختیار کریں۔ اور بازاری مجلس کو اسی طرح مضر سمجھیں، جس طرح بازاری گھی اور بازاری عورت۔ جو چیز کھاؤ اس پر اللہ کا نام ضرور لو یعنی بسم اللہ پڑھ لو۔ بھول جاؤ تو کھاتے ہوئے جب بھی یاد آئے پڑھ لو۔ اور شراب، بھنگ، چرس وغیرہ نشیلی چیزوں سے بچو۔ کیونکہ یہ شیطانی مشروبات ہیں۔ اور کسی ایسی دکان کے قریب بھی نہ جاؤ جہاں شیطان نے ان مشروبات کا انتظام کر رکھا ہو۔ اور عورتوں کو پردے میں رکھو۔ انہیں بے حجاب و بے ستر باہر پھرا کر شیطان کیلئے یہ موقع پیدا نہ کرو کہ وہ ان بے حجاب عورتوں کے ذریعے سے مردوں کا شکار کرے۔ کیونکہ انہی بے حجاب عورتوں کو شیطان کا جال بتایا گیا ہے۔ جس طرح ماہی گیر کے جال میں تالاب کی مچھلیاں پھنس جاتی ہیں۔ سمجھ لیجئے کہ بالکل اسی طرح شیطان کے اس جال میں تہذیب مغرب کے تالاب کی فیشن ایبل مچھلیاں پھنس جاتی ہیں۔

شیطان کشتیٔ نوح میں

حضرت نوح علیہ السلام جب کشتی میں سوار ہوئے تو آپ نے کشتی میں ایک انجان بڈھے کو دیکھا۔ آپ نے اُسے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہے۔ فرمایا تم یہاں کیوں آئے ہو؟ اُس نے جواب دیا، میں تمہارے یاروں کے دلوں پر قابو پانے کو آیا ہوں تاکہ اُن کے دل میرے ساتھ ہوں اور جسم تمہارے ساتھ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے دشمن خدا! نکل جا یہاں سے۔ شیطان نے کہا، جناب پانچ چیزیں ہیں جن سے میں لوگوں کو ہلاک کرتا ہوں اُن میں سے تین تم سے نہ کہوں گا اور دو تمہیں بتاؤں گا۔ حضرت نوح علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ اس سے کہو تین کی مجھے حاجت نہیں۔ وہ دو بیان کر۔ شیطان نے کہا، انہیں دو سے میں آدمیوں کو ہلاک کرتا ہوں ایک تو حسد کہ اسی کی وجہ سے میں ملعون ہوا اور شیطان مردود کہلایا۔ دوسرے حرص کہ آدم کیلئے تمام جنت مباح کردی گئی مگر میں نے حرص دلا کر ان سے اپنا کام نکال لیا۔ (تلبیسِ ابلیس الامام ابن جوزی، صفحہ ۳۷)

سبق..... حسد اور حرص شیطان کے دو خطرناک ہتھیار ہیں۔ ان سے وہ آدمیوں کو گمراہ وتباہ کرنا چاہتا ہے۔ اور اسی حسد کی وجہ سے جو اُسے حضرت آدم علیہ السلام کی ذات سے تھا، وہ خود تباہ و برباد اور معلون و مردود ہوا۔ اور اب اسی اپنے ہتھیار سے بنی آدم کو گمراہ کرنے کے درپے ہے۔ چنانچہ جب بھی اللہ کا کوئی نبی تشریف لایا، اس کم بخت نے اُن کا حسد دلوں میں پیدا کر کے لوگوں کو کافر بنا دیا۔ اسی طرح یہ حاسدین پھر مسلمانوں کے بھی کفر اختیار کرنے کی خواہش کرنے لگے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ بہت کتابیوں نے چاہا کہ کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں۔

حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ (پ ۱۔ ع ۱۳)

اپنے دلوں کے حسد سے۔

یونہی اس خبیث نے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام علیہم الرضوان کا حسد بھی کئی دلوں میں پیدا کر کے انہیں اپنا ساتھی بنالیا اور اسی طرح اس کا یہ خطرناک ہتھیار آج تک چل رہا ہے۔ بزرگانِ دین اور علمائے کرام کی عظمتوں کو دیکھ دیکھ کر انگشت نمایاں اور چہ میگوئیاں کرنے والے شیطان کے اسی مہلک ہتھیار ہی کے تو شکار ہیں، جو اُن حضرات کا اچھا کھانا پینا اور اچھا پہننا تک دیکھ کر جل بھن جاتے ہیں۔ اسی خطرناک ہتھیار سے بچنے کیلئے خدا تعالیٰ نے آیت وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ نازل فرمائی تھی۔ دوسرا اُس کا مہلک ہتھیار حرص ہے اس حرص سے آدمی حقوق اللہ و حقوق العباد دبا کر بیٹھ جاتا ہے۔ حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتا۔ آج کل جو دنیا بھر میں رشوت، خیانت، غبن، سود، سمگل وغیرہ جتنے جرائم ہیں، سب اس حرص کی وجہ سے ہیں۔ لیکن یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح حرص اور طمع دونوں لفظوں سے خالی ہیں، اسی طرح طامع وحریص بھی بالآخر خالی کے خالی رہ جاتے ہیں۔

شیطان اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شیطان ملا اور کہنے لگا کہ اے موسیٰ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی رسالت کیلئے چنا اور کلیم بنایا ہے۔ میں بھی اللہ کی مخلوق میں شامل ہوں اور مجھ سے ایک گناہ سرزد ہوگیا ہے۔ اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ خدا سے میری سفارش کیجئے تاکہ وہ میری توبہ قبول کرلے اور مجھے معاف کردے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے عرض کی اور سفارش کی کہ شیطان اب معافی چاہتا ہے، اُسے معافی دے دی جائے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا، موسیٰ! میری ناراضگی اس سے آدم کی وجہ سے ہے اس نے آدم کو سجدہ نہ کیا تو میں اس سے ناراض ہوگیا۔ اب اگر وہ معافی چاہتا ہے تو آدم (علیہ السلام) کی قبر پر جائے اور آدم کی قبر کو سجدہ کرے تو میں راضی ہوجاؤں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام شیطان سے ملے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے معافی کیلئے یہ فرمایا ہے کہ تم آدم (علیہ السلام) کی قبر پر جاؤ اور اُن کی قبر کو سجدہ کرلو تو میں راضی ہوجاؤں گا اور تمہاری توبہ قبول کرلوں گا۔ شیطان نے کہا، رہنے دیجئے جناب! میں نے جب آدم کو اُن کی زندگی میں سجدہ نہیں کیا تو اب اُنکے مرنے پر اُن کی قبر پر جاؤں اور قبر پر سجدہ کروں یہ کبھی نہ ہوگا۔ میں معافی نہیں چاہتا۔ (تلبیس ابلیس، صفحہ ۳۸۔ روح البیان، جلد ا صفحہ ۲۷)

سبق......شیطان بڑا مغرور اور متکبر ہے کہ اپنے غرور و تکبر کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو اُن کی زندگی میں بھی سجدہ نہ کیا اور اُن کے وصال کے بعد اب اُن کی قبر پر جانا اور اُن کو سجدہ کرنا اُسے گوارا نہیں۔ مردود میں اتنی اکڑ ہے کہ صدہا لعنتوں کے طوق گلے میں پڑ چکے اور پڑ رہے ہیں، لیکن اب تک بھی وہ قبر پر جانا اچھا نہیں سمجھتا اور اب بھی وہ قبر پر جانے کا مخالف ہے۔

علامہ صفوری علیہ الرحمۃ نے حضرت نفسی سے ایک روایت درج کی ہے کہ قیامت کے روز شیطان کو جہنم سے نکالا جائے گا اور جنت سے حضرت آدم علیہ السلام کو اُس کے سامنے لایا جائے گا اور خدا فرمائے گا، اے ابلیس! دیکھ ان کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے تُو جہنم میں داخل ہوا۔ اب بھی اگر تو ان کو سجدہ کرلے تو میں تجھے جہنم سے نکال لوں گا۔ شیطان کہے گا، نہیں مجھے منظور نہیں۔ دنیا میں مَیں نے جب اسے سجدہ نہیں کیا تو اب کیوں کروں۔ (نزہۃ المجالس، جلد ا صفحہ ۱۲۱)

دیکھا آپ نے شیطان کی اکڑ کو کہ جہنم میں جلنا منظور لیکن خدا کے پیغمبر کی تعظیم منظور نہیں۔ مسلمانوں کو شیطان کے اس حال سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور اللہ کے مقبولوں کی تعظیم کرنی چاہئے اور ان کے مقابلہ میں کبھی اکڑنا نہیں چاہئے جیسا کہ شیطان اکڑا تھا ورنہ جو حال امام کا وہی ان کا۔

شیطان کی تین باتیں

ایک روز شیطان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے دریافت فرمایا، بھلا یہ تو بتلا وہ کون سا کام ہے جس کے کرنے سے تو انسان پر غالب آجاتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ جب آدمی اپنی ذات کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے عمل کو بہت کچھ خیال کرتا ہے اور اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے۔ اے موسیٰ! میں آپ کو تین ایسی باتیں بتاتا ہوں جن سے آپ کو ڈرتے رہنا چاہئے۔ ایک تو غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھنا۔ کیونکہ جب کوئی شخص تنہائی میں غیر محرم عورت کے ساتھ بیٹھا ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا میں ہوتا ہوں۔ یہاں تک کہ اس عورت کے ساتھ اس کو فتنے میں ڈال دیتا ہوں۔ دوسرے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کرو، اس کو پورا کیا کرو۔ کیونکہ جب کوئی اللہ سے عہد کرتا ہے تو اُس کا ہمراہی میں ہوتا ہوں۔ یہاں تک کہ اس شخص اور وفاء عہد کے درمیان میں حائل ہوجاتا ہوں۔ تیسرے جو صدقہ نکالا کرو اُسے جاری کردیا کرو۔ کیونکہ جب کوئی صدقہ نکالتا ہے اور اُسے جاری نہیں کرتا تو میں اس صدقہ اور اس کے پورا کرنے کے بیچ میں حائل ہوجاتا ہوں۔ یہ کہہ کر شیطان چل دیا اور تین بار کہا، ہائے افسوس! میں نے اپنے راز کی باتیں موسیٰ سے کہہ دیں۔ اب وہ بنی آدم کو ڈرائے گا۔

(تلبیس ابلیس، صفحہ ۳۹)

سبق...... اپنی ذات کو بہتر سمجھنا' اسی بات سے شیطان خود ہلاک ہوا۔ کیونکہ اُس نے حضرت آدم علیہ السلام سے اپنے آپ کو بہتر سمجھا تھا۔ دین و مذہب تواضع و انکسار سمجھاتا ہے۔ لیکن دنیا فخر و انانیت سکھاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل دنیا اہل دین کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں اور ان پر پھبتیاں کستے ہیں اور اُن کی حرکت سے شیطان خوش ہوتا ہے کہ وہ اس جیسا کام کر رہے ہیں۔ اپنے عمل کو بھی بہت زیادہ نہیں سمجھنا چاہئے۔ عمر بھر ایک ایک لمحہ بھی خدا کی یاد میں گزارا جائے تو بھی کچھ نہیں اور خدا کے بے پایاں انعامات کے مقابلہ میں اس کی کوئی وقعت نہیں۔ ہر حال میں عمل کرو اور نظر خدا کے فضل و کرم پر رکھو اور عمل کر کے اپنے سے اوپر کے لوگوں کو دیکھا تاکہ عمل کر کے غرور پیدا نہ ہو۔ مثلاً اگر پانچ وقت کی نماز پڑھی ہے تو بزرگانِ دین کی طرف دیکھو جنہوں نے پانچ نمازوں کے علاوہ تہجد کی نمازیں اور دیگر نوافل بھی پڑھے ہیں۔ اس طرح اپنے عمل کا 'بہت کچھ' ہونا نظر میں نہ رہے گا۔ کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنا بہت خطرناک کام ہے۔ ایسی تنہائی میں شیطان ضرور پہنچتا ہے اور اپنا رنگ دکھاتا ہے۔ آجکل نئی تہذیب نے شیطان کا یہ کام بڑا آسان کردیا ہے۔ خدا تعالیٰ سے ہمارا ہر عہد پورا ہونا چاہئے اور شیطان کے بس میں آکر اس مصرعہ پر عمل نہ کرنا چاہئے کہ

وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہوگیا!

اور صدقہ و خیرات شیطان کیلئے ایسا ہے، جیسے لکڑی کیلئے آرا۔ لہٰذا شیطان کو جتنی جلدی ہوسکے اس آرا کے نیچے لے آنا چاہئے۔

حکایت نمبر ۱۱

شیطان کے دوست اور دشمن

ایک دفعہ خداتعالیٰ نے شیطان کو حکم دیا کہ میرے محبوب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اور وہ جو کچھ تم سے پوچھیں ان کا جواب دو۔ چنانچہ شیطان ایک بڈھے کی شکل میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا تو کون ہے؟ کہا میں شیطان ہوں۔ فرمایا کیوں آئے ہو؟ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے پاس آؤں اور آپ جو پوچھیں اس کا جواب دوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا بتاؤ! میری اُمت میں سے تمہارے دشمن کتنے ہیں؟ شیطان نے جواب دیا پندرہ۔ فرمایا کون کون سے؟ شیطان نے کہا، سب سے پہلے تو میرے دشمن آپ ہیں۔ دوسرا میرا دشمن انصاف کرنے والا حاکم ہے۔ تیسرا متواضع دولت مند۔ چوتھا سچ بولنے والا تاجر۔ پانچواں خدا سے ڈرنے والا عالم۔ چھٹا دامن ناصح۔ ساتواں رحمدل مومن۔ آٹھواں توبہ کرنے والا۔ نواں حرام سے بچنے والا۔ دسواں ہمیشہ باوضو رہنے والا۔ گیارہواں صدقہ و خیرات کرنے والا۔ بارہواں نیک اخلاق رکھنے والا۔ تیرہواں لوگوں کو نفع پہنچانے والا۔ چودھواں قرآن پڑھنے والا۔ پندرہواں رات کو اُٹھ کر نماز پڑھنے والا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اور تمہارے دوست کتنے ہیں؟ کہنے لگا، دس۔ ظالم، حاکم، متکبر، خیانت کرنے والا، دولت مند، شراب پینے والا، چغل خور، ریاکار، سودخور، یتیم کا مال کھانے والا، زکوٰۃ نہ دینے والا اور لمبی آرزوؤں والا۔

(روح البیان، جلد ا، صفحہ ۲۹۰)

سبق...... حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر شیطان نے اپنے دوستوں اور دشمنوں کی فہرست بیان کر دی ہے۔ اب ہر شخص کو یہ فہرست ملاحظہ کر کے دیکھنا چاہئے کہ اس کا نام شیطان کے دوستوں کی فہرست میں نظر آتا ہے یا دشمنوں کی لسٹ میں؟ ہم میں سے ہر شخص کا دعویٰ تو یہی ہے کہ ہم شیطان کے دشمن ہیں لیکن عمل اس کے خلاف ہوتا ہے۔ دیکھئے میں ایک بھرے مجمع میں پوچھتا ہوں کہ آپ شیطان کے دوست ہیں یا دشمن؟ تو سارے مجمع سے آواز آئیگی دشمن! میں کہوں گا ٹھیک ہے۔ واقعی اس کا دشمن ہی ہونا چاہئے، اس لئے کہ ملعون ہمارا دشمن ہے۔ خدا نے فرمایا کہ وہ تمہارا دشمن ہے:

فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا تم اس کے دشمن بنو!

اچھا صاحب! شیطان آپ کا دشمن ہے اور آپ شیطان کے۔ اور خدا کے آپ دوست ہیں یا دشمن؟ جواب ملے گا دوست! اچھا صاحب! خدا کے آپ دوست ہیں۔ اب یہ بات بھی سمجھ لیجئے کہ سینما اور تھیٹر شیطان کے گھر ہیں۔ یعنی دشمن کا گھر اور مسجد خدا کا گھر ہے یعنی دوست کا گھر اور سب جانتے ہیں کہ دشمن کے گھر کوئی نہیں جاتا اور دوست کے گھر ہر شخص خوشی سے جاتا ہے دشمن کے گھر تو لوگ کہتے ہیں، مَیں پیشاب کرنے بھی نہ جاؤں گا۔ مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ آپ دشمن کے گھر سینما وغیرہ میں تو پیسے خرچ کر کے جاتے ہیں اور دوست کے گھر مفت بھی نہیں آتے۔ دوست کے گھر کبھی آپ آئے نہیں اور دشمن کے گھر سے کبھی نکلے نہیں۔ فرمایئے! یہ کیسی دشمنی اور کیسی دوستی ہے؟ خدا سے دعا ہے کہ وہ ہمیں شیطان کا سچا دشمن بنائے اور اس کی دوستی سے بچائے۔ آمین

شیطان کی گیند

شیخ ابو القاسم جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں شیطان کو بالکل ننگا دیکھا۔ میں نے اُس سے پوچھا تجھے انسانوں سے شرم نہیں آتی؟ کہنے لگا، یہ لوگ تمہارے نزدیک انسان ہیں؟ میں نے کہا ہاں! شیطان نے کہا اگر یہ انسان ہوتے تو جیسے لڑکے گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں، میں اُن کے ساتھ نہ کھیلتا۔ ہاں انسان اس کے سوا اور ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کون ہیں؟ شیطان نے بتایا کہ مسجد شونزیہ میں چند لوگ ہیں، جن کی عبادت اور پرہیزگاری سے میں عاجز آچکا ہوں۔ میں نے بڑی کوشش کی مگر ان پر قابو نہ پاسکا۔ حضرت جنید فرماتے ہیں، میں خواب سے بیدار ہوا تو مسجد شونزیہ میں چلا گیا۔ وہاں تین مرد نظر آئے جو اپنے سر گدڑیوں میں ڈالے اور جھکائے بیٹھے تھے۔ جب میری آہٹ ہوئی تو اُن میں سے ایک نے گدڑی سے سر نکالا اور کہا، اے جنید! شیطان خبیث کی بات سے دھوکا نہ کھانا یہ کہہ کر منہ پھر چھپالیا۔ (روض الریاحین)

سبق...... عریانی اور ننگا پن شیطان کا مرغوب لباس ہے۔ جو لوگ شیطان کے اس لباس میں یعنی ننگے نظر آئیں۔ سمجھ لیجئے وہ شیطان کی 'گیند' ہیں۔ شیطان اس گیند کو جدھر چاہے لڑھکا دیتا ہے۔ سینما میں پھینک دے۔ کلب میں رقص و سرور کی مجلسوں میں جہاں چاہے اس گیند کو پھینک دیتا ہے۔ جو واقعی میں انسان ہیں۔ وہ اس ننگے کے بس میں نہیں آتے اور وہ سینماؤں، تھیٹروں اور لہو ولعب کی مجلسوں میں نہیں، مسجدوں میں نظر آتے ہیں۔ شیطان کی یہ گیند یورپ میں تیار ہوئی اور اس پر نئی تہذیب کی چھاپ لگا کر یورپ نے دیگر ممالک میں بھی برآمد کی۔ یہ گیند شیطان کی کِک کے زور سے بعض اوقات اللہ والوں سے ٹکرا بھی جاتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبولوں پر کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔ پھر ان سب اللہ والوں کے سردار حضور احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی چیز سے بے خبر وہی بتائے گا جو شیطان کی گیند بن چکا ہو۔

شیطان اور فرعون

ایک روز شیطان فرعون کے پاس آیا اور کہنے لگا، کیا واقعی تم خدائی کا دعویٰ کرتے ہو؟ فرعون بولا ہاں! شیطان نے کہا تمہاری خدائی کی کوئی دلیل؟ فرعون نے کہا، میرے پاس ہزاروں جادوگر ہیں۔ شیطان نے کہا اُن کو بلاؤ اور اُن سے کہو وہ اپنا جادو دکھائیں۔ فرعون نے سارے جادوگروں کو طلب کیا اور ان سے اپنا جادو دِکھانے کو کہا۔ چنانچہ اُن سب نے اپنے اپنے جادو کا کرشمہ پیش کیا۔ شیطان نے ایک پھونک ماری تو وہ سارا جادو کافور ہوگیا۔ پھر دوسری پھونک ماری تو وہ جادو پھر ظاہر ہوگیا۔ شیطان نے پوچھا بتاؤ تمہارے جادوگروں کا جادو زبردست ہے یا میرا؟ فرعون نے کہا تمہارا۔ شیطان نے کہا اے فرعون! باوجود میری اتنی قوت کے خدا تعالیٰ مجھے اپنا بندہ تسلیم نہیں کرتا اور تو باوجود اتنے عجز کے خود اُس کا شریک بن رہا ہے۔

(نزہۃ المجالس، جلد ۱ صفحہ ۱۲۱)

سبق...... فرعون اپنے جادوگروں کے کرشموں کے بل بوتے پر خدا بن بیٹھا۔ اسی طرح اگر کوئی اپنی سائنس کے کرشموں اور اپنی ایجادات کے بل بوتے پر خدا کا انکار کرتا ہے تو یہ کوئی نئی بات نہیں، پہلے بھی ایسے ہی ہوتا آیا ہے اور ایسے مدعی کا جو حشر ہوا وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ شیطان اتنی بڑی طاقت رکھنے کے باوجود خدا کا بندہ نہیں بن سکا تو آج کوئی مادی ترقیاں کرکے صرف ان ترقیوں کی بدولت مردِ حق نہیں بن سکتا۔ خدا کا بندہ بننے کیلئے عجز و تواضع اور انکسار درکار ہے۔ جو شیطان اور فرعون و فرعونیوں میں نہیں پایا جاتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان بڑا ہی عیار ہے کہ خود ہی فرعون کو گمراہ کیا اور پھر خود ہی اُسے شرمندہ بھی کرتا ہے۔ اسی طرح یہ عیار عوام کو بھی اُلو بناتا ہے۔ ان سے شیطانی حرکات بھی خود کراتا ہے اور پھر ان سے یوں بھی کہتا ہے کہ جو کچھ تم نے کیا خود کیا، میں تمہارے فعلوں سے بَری ہوں۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ج فَلَمَّا كَفَرَ
قَالَ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (پ۲۸۔ آیت:۱۶)

یعنی شیطان نے انسان سے کہا کفر کر پھر جب اُس نے کفر کیا تو بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا ربّ۔

لہٰذا مسلمانوں کو اس عیار سے ہوشیار رہنا چاہئے یہ ملعون اپنا کام کرکے پھر الگ ہوجاتا ہے اور آدمی کو کہیں کا نہیں چھوڑتا۔

حکایت نمبر ۴۱

شیطان اور نیک کام

ایک روز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ شیطان دروازے پر کھڑا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تم یہاں کیوں آئے؟ کہنے لگا، خدا کے حکم سے آیا ہوں تاکہ آپ اگر کچھ پوچھیں تو میں جواب دوں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا یہ تو بتاؤ کہ تم میری اُمت کو نماز با جماعت سے کیوں روکتے ہو؟ شیطان نے جواب دیا یا محمد! آپ کی اُمت جب نماز پڑھنے کو نکلتی ہے تو مجھے سخت بخار ہو جاتا ہے اور جب تک وہ نماز سے فارغ نہیں ہو جاتی میں بخار میں مبتلا رہتا ہوں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا، اب یہ بتاؤ کہ تم میری اُمت کو قرآن پڑھنے سے کیوں روکتے ہو؟ شیطان نے جواب دیا یا محمد! جب وہ قرآن پڑھتے ہیں تو میں سکے کی طرح پگھلنے لگتا ہوں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر دریافت فرمایا کہ تم میری امت کو جہاد سے کیوں روکتے ہو؟ شیطان نے جواب دیا، یا محمد! آپ کے غلام جب جہاد کیلئے نکلتے ہیں تو میرے قدموں میں بیڑیاں ڈال دی جاتی ہیں اور جب تک وہ واپس نہیں آتے، میں اسیر رہتا ہوں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پھر پوچھا، اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم میری اُمت کو صدقہ و خیرات کرنے سے کیوں روکتے ہو؟ شیطان نے جواب دیا، یا محمد! آپ کے غلام جب صدقہ و خیرات کا ارادہ ہی کرتے ہیں تو میرے سر پر آرا رکھ دیا جاتا ہے کہ جو مجھے یوں کاٹ کر رکھ دیتا ہے جیسے لکڑی کو۔ (روح البیان، جلد ۱ صفحہ ۴)

سبق......شیطان کیلئے نیک کام بڑے ہی تکلیف دہ ہیں۔ یہ ملعون نیک کام نہ خود کرتا ہے اور نہ یہ چاہتا ہے کہ کوئی دوسرا بھی کرے۔ نماز باجماعت ادا کرنے سے ملعون کو بخار ہو جاتا ہے اور نماز پڑھنے سے روکنے یا نماز باجماعت سے باز رکھنے کیلئے بے نمازی اور تارکِ جماعت کو عذر بھی کچھ ایسا سکھاتا ہے کہ مجھے بخار ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں مسجد میں نہیں آتا۔ علمائے کرام جو نماز کے داعی اور نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید کرتے رہتے ہیں۔ ان علمائے کرام کو دیکھ کر اگر کوئی شخص ملحدانہ جوش میں آکر دلی بغض وعناد کا بخار نکالنے لگے تو سمجھ لیجئے کہ اسے بھی الحاد کا بخار ہو رہا ہے۔

قرآن پاک کی تلاوت سے مسلمان کے دل تو خشیت الٰہی سے موم ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے:

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ج ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ط (پ ۲۳۔آیت:۲۳)

یعنی ربّ سے ڈرنے والے قرآن سنتے ہیں تو یادِ خدا کی رغبت میں اُن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کی کھالیں اور دل نرم پڑ جاتے ہیں۔

مگر شیطان جس وقت قرآن سنتا ہے تو جس طرح سکہ آگ میں پگھلتا ہے، اسی طرح یہ عداوت وجلن کی آگ سے پگھلنے لگتا ہے آج بھی اگر کوئی شخص قرآن نہ سن سکے اور اپنے سنانے والوں کو نہ دیکھ سکے اور انہیں دیکھ کر سن کر جلن میں سکے کی طرح پگھلنے لگے تو سمجھ لیجئے شیطان مارکہ سکہ ہے۔

اعلاءِ کلمۃ الحق کیلئے جہاد کیلئے نکلنا شیطان کو بیڑیاں پہنا دینے کے مترادف ہے۔ گویا مجاہدین وغازیانِ حق شیطان کو قید کر دیتے ہیں ۱۹۶۵ء کے جہاد میں قوم نے جس اتحاد، اتفاق، ایثار، خلوص اور قربانی کا مظاہرہ کیا وہ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ ہمارے شیر دل مجاہدوں نے شیطان کو جکڑ کر رکھ دیا تھا۔ اور قوم نیکیوں کی طرف مائل ہو گئی تھی۔ صدقہ وخیرات مثلاً فاتحہ وایصالِ ثواب کی تقریبات شیطان کیلئے آرا تھیں یہ جہاں کہیں ایصالِ ثواب وفاتحہ کی مجلس دیکھتا ہے تو ملعون یوں کٹ جاتا ہے جیسے آرا سے لکڑی کٹ جاتی ہے لہٰذا اس ملعون کو آرا کے نیچے لے آنا چاہئے، جو لوگ صدقہ وخیرات کا انکار کرتے ہیں وہ گویا شیطان کو بچانا چاہتے ہیں۔

حکایت نمبر ۱۵ شیطان کا سب سے زیادہ محبوب دوست

ایک دفعہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شیطان سے پوچھا......

یہ بتا، تیرا ہم خواب کون ہے؟ شیطان نے جواب دیا، مست اور نشے والا۔

فرمایا، تیرا مہمان کون ہے؟ بولا چور۔

آپ نے پھر پوچھا تیرا قاصد کون ہے؟ جواب دیا جادوگر۔

فرمایا، دوست کون ہے؟ کہنے لگا، بے نمازی۔

آپ نے پھر دریافت کیا، تیرا سب سے زیادہ محبوب دوست کون ہے؟ شیطان نے جواب دیا، جو ابوبکر وعمر کو برا کہے۔

(نزہۃ المجالس، جلد ۲ صفحہ ۵۶)

سبق......شرابی اور دیگر نشے باز جو مست اور بے ہوش نظر آتے ہیں۔ دراصل وہ شیطان کی آغوش میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں۔ چوروں سے گٹھ جوڑ رکھنے والا اور اُن سے تعاون کرنے والا دراصل شیطان ہے۔ جادوگر شیطان کا نمائندہ ہے اور شیطان کا مشن پورا کرنے والا ہے۔ اور جو شخص حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو برا کہتا ہے، شیطان کو اس سے بہت زیادہ محبت ہے۔ معلوم ہوا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی محبت شیطان سے بچاتی ہے اور ان کی عداوت شیطان کی آغوش میں لا بٹھاتی ہے۔

شیطان اور یحییٰ علیہ السلام

ایک روز حضرت یحییٰ علیہ السلام نے شیطان کو دیکھا جس پر بہت سی چیزیں لٹک رہی تھیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے دریافت فرمایا، یہ تجھ پر جو چیزیں لٹک رہی ہیں' یہ کیا ہیں؟ شیطان نے جواب دیا کہ یہ دنیا کی شہوتیں ہیں، میں ان میں فرزندانِ آدم کو مبتلا کرتا ہوں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا، ان میں سے میرے لئے بھی کچھ ہے؟ شیطان بولا، ہاں! جب آپ خوب پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہیں تو نماز کا پڑھنا میں آپ پر گراں کر دیتا ہوں اور ذکرِ الٰہی آپ پر بار ہو جاتا ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا، اس کے سوا اور بھی کچھ ہے؟ بولا نہیں بخدا اور کچھ نہیں۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا، خدا کی قسم! آئندہ میں کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاؤں گا۔

(تلبیس ابلیس، صفحہ ۳۴)

سبق...... بسیار خوری سے شیطان کو اپنا وار کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے اور بسیار خوروں پر نماز پڑھنا گراں ہو جاتا ہے۔ آج کل شیطان نئی تہذیب کے ہاتھوں بسیار خوری کا جال پھینکوا کر لوگوں کو پھانس رہا ہے۔ دنیا بھر میں ہوٹلوں، ریسٹورانوں، کیفوں اور تندوروں کی اس قدر کثرت ہے کہ پہلے اتنی کثرت کبھی نہ تھی۔ لوگوں کی ہر وقت کھانے پینے کی لسٹ دیکھئے تو یہ ٹی ٹائم ہے اور یہ لنچ ٹائم ہے یہ فروٹ ٹائم ہے اور یہ ڈنر ٹائم ہے۔ کوئی بھی تو نماز ٹائم نہیں! بس ان لوگوں کو کھانے پینے ہی کی فکر لگی رہتی ہے۔ اس لئے میں نے ایک نظم میں لکھا ہے کہ ؎

بنی 'ٹی' اور کبھی بنتی ہیں ٹیمیں ۔۔۔ رہے ہیں آپ تو بس ٹی ہی ٹی میں
نمازِ عصر کی فرصت نہیں ہے ۔۔۔ کہ ہیں مصروف وہ ٹی پارٹی میں

کھائیں پئیں لیکن اتنا نہیں کہ نماز و عبادات سے غفلت پیدا ہو جائے اور یہ نہ سمجھیں کہ ہم آئے ہی کھانے پینے کیلئے ہیں اور زندگی کھانے پینے کیلئے ہے۔ بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ کھانا پینا زندگی کیلئے ہے، زندگی خدا کی بندگی کیلئے۔

چور شیطان

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدقہ فطر کی حفاظت کیلئے مقرر فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری رات اس مال کی حفاظت کرتے رہے۔ ایک رات آپ نے دیکھا، ایک چور آیا اور مال چرانے لگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور اُسے پکڑ لیا اور فرمایا، میں تجھے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس لے چلوں گا۔ اس چور نے منت سماجت کرنا شروع کی اور کہا خدارا مجھے چھوڑ دو، میں صاحبِ عیال ہوں اور محتاج ہوں، مجھ پر رحم کرو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رحم آ گیا اور اُسے چھوڑ دیا۔ صبح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا، ابو ہریرہ! وہ رات والے تمہارے قیدی (چور) نے کیا کیا؟ ابو ہریرہ نے عرض کی حضور! اُس نے اپنی عیالداری اور محتاجی بیان کی تو مجھے رحم آ گیا اور میں نے چھوڑ دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس نے تم سے جو کچھ کہا جھوٹ کہا۔ خبردار رہنا! آج رات وہ پھر آئے گا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسری رات بھی اُس کے انتظار میں رہے چنانچہ واقعی وہ دوسری رات بھی آ گیا اور مال چرانے لگا۔ ابو ہریرہ اُٹھے اور اُسے پکڑ لیا۔ اس نے پھر منّت سماجت کی اور اپنی عیالداری و محتاجی کا واسطہ دینے لگا۔ ابو ہریرہ کو پھر رحم آ گیا اور پھر چھوڑ دیا۔ صبح جب حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو حضور نے پھر فرمایا، ابو ہریرہ اس رات والے قیدی (چور) نے کیا کیا؟ ابو ہریرہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اُس نے پھر اپنی محتاجی کا قصہ چھیڑ دیا تو مجھے رحم آ گیا اور میں نے پھر چھوڑ دیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اس نے جو کچھ کہا جھوٹ کہا۔ سنو! آج وہ پھر آئے گا۔ ابو ہریرہ تیسری رات خوب چوکنے رہے۔ چنانچہ وہ چور پھر آیا اور ابو ہریرہ نے اُسے پھر پکڑ لیا اور فرمایا اے کم بخت! آج تو میں تمہیں نہیں چھوڑونگا اور حضور کے پاس تمہیں ضرور لے جاؤنگا۔ وہ بولا ابو ہریرہ! میں تمہیں ایسے چند کلمات سکھاتا ہوں، جن کے پڑھنے سے تُو نفع میں رہے گا۔ سنو! جب سونے لگو تو آیۃ الکرسی پڑھ کر سویا کرو۔ اس سے اللہ تمہاری حفاظت فرمائے گا۔ اور شیطان تمہارے نزدیک نہیں آ سکے گا۔ ابو ہریرہ ان کلمات کو سن کر بہت خوش ہوگئے۔ اور وہ ایک مفید عمل سکھا کر پھر رہائی پا گیا۔ ابو ہریرہ جب صبح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور کی خدمت میں رات کا یہ سارا قصہ بیان کیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا، ابو ہریرہ! اُس نے یہ آیۃ الکرسی پڑھ کر سونے والی بات سچ کہی۔ حالانکہ وہ خود بڑا جھوٹا ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ وہ تین رات متواتر آنے والا چور ہے کون؟ ابو ہریرہ بولے نہیں یارسول اللہ! میں نہیں جانتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ شیطان تھا۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۱۷۷)

سبق...... چوری کرنا، دوسروں کا مال اُڑانا شیطان کا کام ہے۔ گویا جو شیطان ہے وہ چور ہے اور جو چور ہے وہ شیطان ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان گرفت میں آجائے تو جھوٹے بہانے بنانے لگتا ہے اور مسلمان اتنا رحم دل ہے کہ اس کے رحم وکرم سے شیطان بھی فائدہ اُٹھالیتا ہے اور شیطان نے جو آیۃ الکرسی پڑھ کر سونے کا درس دیا، بالکل سچ تھا۔ حالانکہ خود جھوٹا اور شیطان تھا۔ اس بات سے معلوم ہوا کہ ہر درس دینے والا ضروری نہیں کہ سچا ہی ہو۔ بعض اوقات درس دینے والا شیطان بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو ہوشیار رہنا چاہئے جو قرآن وحدیث پڑھتا پڑھاتا نظر آئے، صرف اسی وجہ سے اس کا معتقد نہ ہوجانا چاہئے۔ ممکن ہے وہ اپنے مقصد کیلئے قرآن وحدیث کا نام لیتا ہو۔ اس لئے مولانا رومی نے لکھا ہے کہ ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　　پس نہ باید داد بر ہر دست دست

(یعنی ہر ہاتھ میں ہاتھ نہ دے دینا چاہئے۔ کیونکہ شیطان اکثر آدمیوں کے روپ میں بھی پھرتا ہے۔)

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گزرے ہوئے اور ہونے والے سب واقعات کا علم رکھتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رات کو چور آیا تو صبح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا کہ رات کے قیدی نے کیا کیا؟ اور پھر آئندہ رات کیلئے بھی بتادیا کہ آج رات وہ پھر آئے گا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا، جیسا آپ نے فرمایا تھا۔ معلوم ہوگیا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مَا کَانَ کے بھی اور مَا یَکُوْنُ کے بھی عالم ہیں۔

تو دانائے ما کان اور ما یکون ہے　　　مگر بے خبر، بے خبر دیکھتے ہیں

شیطان اور نیکی

کتاب العرش میں ہے کہ ایک شخص ایک بوسیدہ دِیوار کے نیچے سو رہا تھا کہ دیوار گرنے لگی اور فوراً ایک شخص آیا اور اس نے بوسیدہ دیوار کے نیچے سونے والے کو جگا کر ایک طرف کھینچ لیا۔ دیوار گر گئی اور سونے والا بچ گیا۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر سونے والے نے اپنے محسن کا شکریہ ادا کیا اور نام پوچھا، تو بچانے والے نے بتایا کہ میں شیطان ہوں۔ بچنے والے نے حیران ہو کر پوچھا کہ شیطان اور نیکی؟ یہ کیا بات ہے؟ شیطان نے جواب دیا، مجھے علم ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی اُمتی دیوار کے نیچے دَب کر مر جائے تو وہ شہید مرتا ہے۔ میں نے سوچا تم شہید نہ مرو، بلکہ یونہی مرو۔ (نزہۃ المجالس، جلد ا صفحہ ۱۹۲)

سبق......شیطان اور نیکی؟ اس میں بھی شیطان کا اپنا مقصد ہوتا ہے۔ بد مذہب کا حسنِ خلق اور اس کی بظاہر نیکی اور مروّت بھی خطرناک ہوتی ہے۔ اسلئے مسلمانوں کو شیطان کے رنگ رنگ کے جالوں سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ بد مذہب اگر قرآن بھی پڑھے تو اس کے منہ سے قرآن سننا بھی خطرے سے خالی نہیں۔ شیطان ملعون حلوہ میں زہر ملا کر کھلاتا ہے۔ ایسے حلوے کو حلوہ سمجھ کر کھا لینا اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

تفرقہ انداز شیطان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک روز شیطان کا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جو ذکرِ الٰہی میں مشغول تھی۔ شیطان نے ان کو فتنہ میں ڈالنا چاہا۔ مگر تفرقہ اندازی نہ کرسکا۔ اس کے بعد پھر وہ ایسے لوگوں میں آیا جو دنیا کی باتیں کررہے تھے اس نے ان کو بہکایا تو وہ اس کے بہکانے میں آگئے اور دنیا کی باتیں کرتے ہوئے آپس میں اُلجھ پڑے۔ پھر آپس میں لڑنے لگے حتیٰ کہ کشت وخون ہونے لگا۔ یہ صورتِ حال ذکرِ الٰہی کرنے والوں نے دیکھی تو وہ ان میں بیچ بچاؤ کرنے کیلئے اُٹھے۔ اور ان میں بیچ بچاؤ کرتے کرتے خود بھی آپس میں اُلجھ پڑے اور ان میں تفرقہ پڑ گیا۔ (تلبیسِ ابلیس الامام ابن جوزی، صفحہ ۳۳)

سبق......شیطان کا ایک حربہ تفرقہ اندازی بھی ہے۔ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر بہت خوش ہوتا ہے۔ تفرقہ اندازی کے حربہ سے شیطان پہلے بھی کام لیتا رہا اور اب بھی لیتا ہے۔ اور اپنا یہ حربہ شیطان 'دنیا داروں' کی وساطت سے استعمال کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنے والے اس حربے کا شکار نہیں بنتے۔ ہاں جب وہ ذکرِ الٰہی سے ہٹ کر دنیا داروں کے قریب آجائیں تو ان پر بھی شیطان کا وار ہوجاتا ہے، اس لئے کہا گیا ہے:

بِئْسَ الْفَقِيْرُ عَلٰى بَابِ الْاَمِيْرِ

یعنی فقراء میں وہ شخص بہت برا ہے جو امیروں کے در پر جائے۔

اور

نِعْمَ الْاَمِيْرُ عَلٰى بَابِ الْفَقِيْرِ

امراء میں سے وہ شخص بڑا اچھا ہے جو فقیروں کے در پہ جائے۔

لہٰذا مسلمانوں کو شیطان کے اس حربے سے بچنے کیلئے ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنا چاہئے اور حُبِّ دنیا و اہلِ دنیا سے بچنا چاہئے اور یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ آپس میں تفرقہ پیدا کرنا گویا شیطان کا کام کرنا ہے۔ شیطان مسلمانوں کے اتحاد سے ہرگز خوش نہیں وہ تفرقہ اندازی اور پھوٹ میں خوش ہے۔ پس جو شخص پھوٹ پر خوش ہے، سمجھ لیجئے کہ اس کی قسمت پھوٹ گئی۔

حکایت نمبر ۰ [۴] **شیطان اور حضرت غوثِ اعظم** (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار دیکھا کہ ایک نور چمکا ہے جس سے آسمان تک روشنی پھیل گئی۔ پھر اس نور سے ایک صورت نمودار ہوئی اور اس میں سے آواز آئی، اے عبدالقادر! میں تمہارا ربّ ہوں۔ میں تم پر بہت خوش ہوں۔ جاؤ میں نے آج سے ہر حرام چیز تم پر حلال کردی۔ حضرت غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ نے یہ بات سن کر فرمایا **اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم** آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ وہ نور ظلمت میں بدل گیا اور وہ صورت ایک دھواں سا بن گئی۔ اور پھر آواز آئی، اے عبدالقادر! میں شیطان ہوں، تم میرے اس داؤ سے اپنے علم و فضل کی وجہ سے نکل گئے، ورنہ میں اس داؤ سے ستّر اہل طریق کو گمراہ کر چکا ہوں۔ (بہجۃ الاسرار شیخ نورالدین ابی الحسن الشافعی، صفحہ ۱۲۰)

سبق......شیطان بڑا عیار و مکار اور فریب کار ہے۔ لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے مختلف بھیس بدل کر آتا ہے۔ حتیٰ کہ خدا بھی بن کر آجاتا ہے اس کے داؤ اور فریب سے بچنے کیلئے علم و فضل درکار ہے۔ بغیر علم و فضل کے طریقت کے میدان میں قدم رکھنا سہل نہیں۔ بعض بے علم اہل طریق اس جال میں پھنس جاتے ہیں۔ آج اگر کوئی برائے نام 'پیر' نماز، روزہ وغیرہ احکامِ شریعت کو غیر ضروری بتائے اور دل کی نماز، دل کا روزہ یا دل کی داڑھی قسم کے الفاظ سناتا پھرے، تو سمجھ لیجئے یہ شیطان کے اسی داؤ میں آچکا ہے۔ اگر اُسے علم حاصل ہوتا تو وہ شیطان کے ان اسباق پر کان نہ دھرتا اور 'اعوذ باللہ' پڑھ کر شیطان ملعون کو بھگاتا۔ اور اُسے بتاتا کہ یہ دل کی نماز وغیرہ کوئی چیز نہیں۔ نماز وہی ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پڑھی، صحابہ کرام نے پڑھی، اہل بیت عظام نے پڑھی اور جو امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تہ تیغ پڑھی۔ ایک داڑھی منڈھے پیر نے کہا کہ داڑھی دل کی چاہیے۔ ایک صاحب نے کہا، پیر صاحب! مرغ کی ہڈیاں تک چبا جانے کیلئے تو آپ داڑھ منہ کی چاہتے ہیں اور داڑھی منہ کی نہیں دل کی بتاتے ہیں۔ اگر داڑھی دل میں ہونی چاہیے تو ڈاڑھ بھی دل میں ہونی چاہیے۔ اگر ڈاڑھ کا منہ میں ہونا ضروری ہے تو داڑھی کا بھی منہ پر ہونا ضروری ہے۔ ایسے گمراہوں سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ پیر صاحب روٹی بھی تنور کی نہ کھایا کریں، نور کی کھایا کریں۔ دیکھیں پھر پیر صاحب پر کیا گزرتی ہے۔ خوب یاد رکھئے کہ ایسے لوگ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والے ہیں۔

متبع شریعت پیر ہمارے لئے سراپا نور ہے اور خلافِ شریعت چلنے چلانے والے برائے نام پیر شیطانی فتور ہے۔

شیطان کی مایوسی

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روز فرمایا کہ ایک روز شیطان میرے سامنے آیا اور اس نے مجھے روٹی کپڑے اور مکان کے لالچ میں پھسلانا چاہا۔ مگر میں نے اُس کو ایک جواب دیا کہ ملعون مایوس ہو کر واپس چلا گیا۔ یاروں نے پوچھا اُس نے کیا کہا تھا اور آپ نے کیا جواب دیا تھا۔ فرمایا......

شیطان نے مجھ سے کہا کہ تو کیا کھائے گا؟ میں نے جواب دیا موت!

اُس نے کہا پہنے گا کیا؟ میں نے کہا، کفن!

اس نے پھر کہا، رہو گے کہاں؟ میں نے کہا، قبر میں!

میرے یہ جواب سن کر شیطان بولا، تم تو بڑے سخت مرد ہو۔ (تذکرۃ الاولیاء، صفحہ ۳۰۱)

سبق......شیطان کے حربوں میں ایک حربہ روٹی کپڑے اور مکان کا لالچ دینا بھی ہے۔ یہ ملعون روٹی کپڑے اور مکان کا لالچ دے کر ایمان اُڑا لیتا ہے۔ جو بدنصیب لوگ ہیں وہ اس لالچ میں پھنس جاتے ہیں اور اپنا ایمان گنوا بیٹھتے ہیں لیکن خوش نصیب افراد شیطان کا روٹی کپڑے اور مکان کا نعرہ نہیں سنتے اور اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں اور شیطان کو ایسے مضبوط لوگوں سے بڑی مایوسی ہوتی ہے۔ اور اُسے ماننا پڑتا ہے کہ اگرچہ ایسے لوگوں کا مکان کچا ہے۔ لیکن ایمان پکا ہے۔ پہلے دور کے لوگوں اور آج کل کے لوگوں میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ پہلے لوگوں کے مکان کچے اور ایمان پکے تھے۔ مگر آج کل کے لوگوں کے مکان پکے اور ایمان کچے ہیں۔ لگے ہاتھوں ایک اور فرق بھی سن لیجئے! پہلے لوگوں کے مکانوں میں اندھیرا تھا لیکن دل روشن تھے۔ اور آج کل کوٹھیاں تو روشن ہیں لیکن دلوں میں اندھیرا ہے۔ میں نے ایک نظم میں لکھا ہے کہ ؎

آج کل کی روشنی نے کر دِکھائے کام دو
گھر کو روشن کر دیا' دل میں اندھیرا کر دیا

شیطان اور شعاع معرفت

حضرت ابوسعید خراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان کو دیکھا۔ آپ اپنا ڈنڈا لے کر مارنے کیلئے دوڑے۔ شیطان نے کہا، اے ابوسعید! میں ان ڈنڈوں وٹڈوں سے نہیں ڈرتا۔ ہاں میں اگر ڈرتا ہوں تو عارف باللہ کے دل میں عرفان کا جو سورج ہے اُس سورج سے جب کوئی شعاعِ معرفت نکلتی ہے تو اُس شعاع سے میں بہت ڈرتا ہوں۔ (روح البیان، جلد ا صفحہ ۴)

سبق...... اللہ تعالیٰ کا عرفان ایک ایسی عظیم الشان دولت و طاقت ہے کہ اس پایہ کی اور کوئی دولت و طاقت نہیں۔ شیطان کو بھگانے کیلئے ڈنڈا، بندوق یا کوئی بم کارآمد نہیں۔ کسی مردِ حق آگاہ کی ضربِ معرفت ہی اُسے کچل سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب والے مادی ہتھیار رکھنے کے باوجود شیطان کو نہیں بھگا سکتے۔ بلکہ وہ اور بھی ان پر سوار ہے۔ ہاں جو عارف باللہ ہیں انہوں نے شیطان کو کچل دیا ہے۔ مغرب میں اور سب کچھ ہے لیکن 'عارف باللہ' کوئی نہیں۔ ہاں وہاں ہر ایک آنکھوں کا بیلا ضرور ہے۔

حکایت نمبر ۳۴

شیطان کی چیخ

خدا تعالیٰ نے جب نماز کا حکم نازل کیا تو شیطان نے ایک دردناک چیخ ماری۔ اُس کی چیخ کی آواز سن کر اُس کا سارا لشکر اُس کے پاس جمع ہو گیا۔ شیطان نے پریشانی کے حال میں اُن سے نماز فرض ہونے کا ذکر کیا۔ شیطان نے کہا، جہاں تک تم سے ہو سکے لوگوں کو تم نماز کے اوقات سے روکو اور کسی ایسے دھندے میں انہیں مشغول رکھو، جس سے انہیں نماز پڑھنے کی فرصت ہی نہ ملے۔ شیاطین بولے اور اگر ہم سے ایسا نہ ہو سکے تو پھر؟ شیطان نے کہا تو پھر یوں کرو کہ جب کوئی شخص نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو تو تم میں سے چار شیطان اس کے گرد کھڑے ہو جائیں۔ دائیں جانب کھڑا ہونے والا یوں کہے کہ ذرا اپنی دائیں جانب دیکھ، اور بائیں طرف کھڑا ہونے والا یوں کہے کہ ذرا اپنی بائیں جانب دیکھ۔ اوپر کی طرف کھڑا ہونے والا یوں کہے ذرا اوپر آسمان کی طرف دیکھ، اور نیچے کی طرف کھڑا ہونے والا اُسے نیچے دیکھنے کی رغبت دلائے، اور جلدی جلدی نماز پڑھنے کا وسوسہ دل میں ڈالو۔ اور خوب یاد رکھو اگر اتنی کوشش کے باوجود وہ برابر نماز پڑھنے میں مشغول رہا تو ہمارا بیڑہ غرق ہو جائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ اُسے بخش دے گا۔ (نزہۃ المجالس، جلد ۱ صفحہ ۹۶)

سبق...... نماز کا حکم سن کر شیطان چیخ اُٹھا تھا۔ اب بھی وہ نماز کا نام اور اُس کے احکام سن کر چیخ اُٹھتا ہے۔ اور نماز کا بیان کرنے والوں کو برا سمجھتا ہے۔ اذان چونکہ نماز کی طرف بلاتی ہے۔ اس لئے اذان بھی شیطان کیلئے پیامِ موت ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اذان کی آواز سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے۔ شیطان چونکہ سجدہ نہ کرنے کے باعث مردود ہوا تھا، اس لئے وہ چاہتا ہے کہ اور لوگ بھی نماز سے غافل رہ کر سجدہ نہ کر سکیں اور اس کے ساتھی بن جائیں۔ چنانچہ اسی مقصد کیلئے وہ چاہتا ہے کہ لوگ دنیاوی دھندوں میں مشغول ہو جائیں اور نماز پڑھنے کو نہ جائیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اذان کی آواز سن کر فوراً نماز کیلئے دوڑ پڑیں اور شیطان کو جھٹک کر رکھ دیں۔

نمازی کے دائیں بائیں اور نیچے اوپر شیطان ہوتے ہیں جو نمازی کو وسوسوں میں مبتلا کر کے اُس کے خشوع و خضوع کو خراب کرنا چاہتے ہیں لیکن مسلمان اُن کے وسوسوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے نماز میں مشغول رہتا ہے اور شیطان کا بیڑا غرق کر دیتا ہے۔

رحمٰن اور شیطان

خدا تعالیٰ نے شیطان کو مردود فرمایا تو شیطان نے کہا:

لَاَقۡعُدَنَّ لَهُمۡ صِرَاطَكَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمِنۡ خَلۡفِهِمۡ وَعَنۡ اَيۡمَانِهِمۡ وَعَنۡ شَمَآئِلِهِمۡ ؕ (پ ۸۔ آیت ۱۶، ۱۷)

میں ان بندوں کے گمراہ کرنے کو تیری سیدھی راہ پر بیٹھ جاؤں گا۔ پھر ان بندوں پر آگے سے بھی حملہ کروں گا پیچھے سے بھی اور دائیں بائیں سے بھی ان پر حملہ کروں گا۔

شیطان نے چاروں طرف سے گھیر کر بنی آدم کو گمراہ کرنے کا اعلان کر دیا اور چاروں طرف پر قبضہ جما لیا تو فرشتوں کے دلوں میں رقت پیدا ہوئی اور انہوں نے عرض کیا، الٰہی! شیطان مردود نے بنی آدم کو گمراہ کرنے کیلئے چاروں سمتوں پر قبضہ کر لیا ہے اس مردود سے دو سمتیں رہ گئی ہیں۔ نیچے کی اور اوپر کی۔ فرمایا چار سمتیں اُس کی اور دو میری۔ وہ چاروں طرف سے میرے بندے کو گمراہ کرنے کو آجائے۔ لیکن میرا بندہ جب نادم ہو کر سر سجدے میں نیچے ڈال دے گا اور طلبِ مغفرت کی خاطر دعا کیلئے ہاتھ اوپر اُٹھا لے گا تو میں اس کے سب گناہ معاف کر دوں گا۔ (نزہۃ المجالس، جلد ۲ صفحہ ۲۴)

سبق...... شیطان ہماری چاروں طرف موجود ہے اور وہ ملعون ہمیں گمراہ کرنے کیلئے انتہائی کوشش کرتا ہے اور یہ اللہ کی خاص رحمت ہے کہ اس نے شیطان کے اس داؤ سے بچنے کیلئے ہمارے لئے دو سمتیں مقرر فرما دی ہیں۔ اوپر کی اور نیچے کی۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ نماز پڑھتے رہیں اور اپنے غفور رحیم ربّ سے گناہوں کی معافی کیلئے دعا مانگتے رہیں۔ اس طرح شیطان کا داؤ فیل ہو جاتا ہے اور وہ خائب و خاسر رہ جاتا ہے۔ بڑے ہی بد نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور اپنے ربّ سے کبھی دعا نہیں مانگی۔ ایسے لوگ شیطان کے چوطرفہ جال میں پھنس چکے ہیں۔ اس جال سے نکلنے کی یہی صورت ہے کہ سر سجدے میں نیچے گرا ہو اور ہاتھ دعا کیلئے اوپر اُٹھے ہوں۔

بزرگانِ دین نے یہاں ایک اور بات بھی لکھی ہے، فرماتے ہیں کہ شیطان نے گمراہ کرنے کیلئے آگے پیچھے اور دائیں بائیں چاروں طرف سے حملہ کا اعلان کیا ہے اور نیچے اوپر کی دو سمتیں اس سے رہ گئیں ہیں۔ تو گویا یہ دو سمتیں محفوظ ہیں۔ لیکن اوپر کی طرف ہر وقت دیکھتے رہنا مشکل ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ سلامتی والی سمت نیچے کی سمت ہے۔ باقی آگے پیچھے، دائیں بائیں ان کی طرف دیکھنے میں انسان اکثر فتنے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ (پ ۱۸۔ آیت ۳۰)

مومنوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔

شیطان کو خدا کا جواب

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شیطان کو خدا تعالیٰ نے جب مردود فرمادیا تو شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا:

وعزتک یا ربّ لا ابرح اغوی عبادک ما دامت ارواحھم فی اجسارھم

اے ربّ! مجھے تیری عزت کی قسم! جب تک تیرے بندے زندہ رہیں گے، میں انہیں گمراہ کرتا رہوں گا۔

شیطان کی اس بکواس کا جواب خدا تعالیٰ نے یہ دیا:

وعزتی وجلالی و ارتفاع مکانی لا یزال اغفرلھم ما استغفرونی

مجھے میری عزت وجلال اور میری بلندی کی قسم! میں اپنے بندوں کو جب بھی وہ مجھ سے استغفار کریں گے، میں بخش دوں گا۔

(مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۱۲۶)

سبق......شیطان ہمارا بڑا دشمن ہے کہ مرتے دم تک یہ ہمارا پیچھا نہ چھوڑنے کی قسم کھا چکا ہے۔ اور خدا تعالیٰ ہم پر بڑا ہی مہربان ہے کہ مرتے دم تک اُس نے اپنا دروازۂ مغفرت و رحمت ہمارے لئے کھلا رکھنے کا اعلان فرمادیا ہے۔ پھر کس قدر ظلم ہوگا اگر اپنے مہربان خدا کی تو نافرمانی کریں اور اپنے ازلی دشمن شیطان کی پیروی کرنے لگیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ بھی شیطان ملعون سے بچنے کا عہد کرلیں۔

اس حدیثِ پاک سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہ جو ایک جعلی وصیت نامہ کسی شیخ احمد نامی کی طرف سے اکثر شائع ہوتا رہتا ہے جس میں یہ اعلان ہوتا ہے کہ عنقریب توبہ کا دروازہ بند ہونے والا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے اور کسی دشمنِ دین کی کارستانی ہے۔ کیونکہ جب خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ توبہ کا دروازہ میں نے ہمیشہ کیلئے کھلا رکھا ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ عنقریب بند ہونے والا ہو مسلمان کو ایسے جھوٹے پروپیگنڈہ سے متاثر نہ ہونا چاہئے اور اللہ کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہونا چاہئے اور اس کی رحمت ومغفرت کو پانے کیلئے جلدی توبہ کرلینی چاہئے۔

شیطان کی گھبراہٹ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت طیبہ سے پہلے شیاطین اور جنات نے آسمان کے نزدیک اپنے ٹھکانے بنا رکھے تھے۔ وہاں پہنچ کر آسمانی باتیں ملائکہ سے سن سن کر آیا کرتے تھے۔ پھر ان باتوں میں بہت سا جھوٹ ملا کر کاہنوں سے کہا کرتے تھے اور کاہن وہی باتیں لوگوں سے کہتے تھے۔ اسطرح بعض انہی باتوں کا زمین پر چرچا ہو جاتا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اظہار ہوا اور آپ کو خدا تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی تو دفعتاً سارے شیاطین اور جنات آسمان سے روک دیئے گئے۔ پھر کیا مجال تھی کہ کوئی آسمان کے قریب بھی جا سکے اور اگر کوئی چلا بھی گیا تو فوراً شعلے آگ کے اس پر مارے گئے۔ ایک دن سارے شیاطین اور جنات اکٹھے ہو کر شیطان کے پاس آئے اور کہا کہ کیا سبب ہے جو اب ہم آسمان تک نہیں جا سکتے۔ شیطان نے کہا ضرور کوئی نہ کوئی حادثہ روئے زمین پر واقع ہوا ہے۔ اسی کے سبب تم آسمان تک جانے سے روکے گئے ہو۔ اب تم تمام روئے زمین پر پھر جاؤ اور ساری زمین کے ایک ایک شہر، ایک ایک گاؤں، ایک ایک آبادی سے مٹھی مٹھی خاک اٹھا کر میرے پاس لاؤ تا کہ تم کو میں یہ بتا دوں کہ کون سی جگہ نیا واقعہ اور تازہ حادثہ ہوا ہے۔ یہ سن کر شیاطین اور جنات روئے زمین سے ہر جگہ کی مٹی شیطان کے پاس لے گئے۔ شیطان جگہ جگہ کی مٹی سونگھتا اور پھینک دیتا اور کہتا جاتا کہ اس جگہ کوئی نئی بات نہیں ہوئی، جس وقت ایک جن نے تہامہ یعنی مکہ معظمہ کے جنگل کی خاک لا کر دی اور وہ خاک شیطان نے سونگھی تو گھبرا کر بولا کہ اسی زمین میں ہے، جو کچھ ہے۔ جاؤ ارضِ تہامہ کی طرف جاؤ اور خبر لاؤ کہ وہاں کیا نئی بات ہوئی ہے۔ شاید کوئی نبی مبعوث ہو کر اس زمین پر آ گیا ہے۔ شیطان نے خبر لانے کیلئے نو جنوں کو جو اپنی قوم میں سردار اور محترم تھے اور جو نصیبین کے رہنے والے تھے، مکہ معظمہ کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ تم وہاں جا کر خبر لاؤ، وہاں کیا ہوا ہے۔ جب یہ جنات حجاز کے میدان میں عکاظہ بازار کے قریب کھجوروں کے درختوں کے نیچے پہنچے تو وہاں دیکھا کہ ایک نورانی چہرے والے بزرگ چند آدمی اپنے ساتھ لے کر ہاتھ باندھے کھڑے کچھ پڑھ رہے ہیں یہ جنات ان کے قریب آئے اور آپس میں کہا کہ دیکھو یہی وہ بات ہے جس کے سبب ہم آسمان تک جانے سے روکے گئے ہیں۔ ایک نے کہا کہ خاموش رہو اور سنو کہ یہ کیا فرماتے ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے، جو صحابہ کرام علیہم الرضوان کے ساتھ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ عین قرأت کے وقت یہ جنات حاضر ہوئے اور نہایت خاموشی سے اور بڑے ادب سے قرآن مجید کو سنا۔ صبح کا وقت نورانی اور قرآن مجید کی تلاوت۔ پھر وہ بھی زبانِ سیّد الانبیاء سے ہزارہا ملائک اس تلاوت کو لے کر آسمان پر چڑھ جاتے تھے۔ قرآن پاک کی اس تلاوت کو سن کر ان جنات کے دلوں پر بہت اثر ہوا، آئے تھے یہ شیطان کے مخبر بن کر مگر یہاں حالت ہی کچھ اور ہو گئی۔ وہیں کھڑے کھڑے مشرف باسلام ہو گئے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے قرآن پاک میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن فقالوا

انا سمعنا قرآنا عجبا لا یهدی الی الرشد فآمنا به ط

یعنی ایک گروہ جنات نے قرآن مجید سنا تو بولے ایسا کلام پاک کبھی ہم نے نہیں سنا تھا۔

یہ ہدایت مآب کلام ضرور خدا کا کلام ہے۔ ہم ایمان لے آئے خدا پر۔

یہ شیطان کے مخبر جنات مسلمان ہوگئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں مسلمان کر کے پھر انہیں اپنی قوم میں تبلیغ اسلام کیلئے روانہ فرمادیا۔ (مسلم ونسائی۔ بحوالہ مغنی الواعظین، صفحہ ۱۲)

سبق...... ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت نے شیطانوں اور جنوں کی کارستانیوں اور شیطانیوں کا خاتمہ کردیا اور شیطانوں کو جو رسائی حاصل تھی وہ باقی نہ رہی۔ آپ کی نبوت کے اظہار سے شیطان گھبرا اُٹھا۔ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ کی نبوت کے تذکرہ سے صرف شیطان اور اس کا لشکر ہی گھبراتا ہے اور جو ایمان والے ہیں، وہ خوش ہوتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے سرزمین تہامہ میں وہ عظمت و برکت اور خوشبو پیدا ہوگئی کہ شیطان تک کو بھی خاکِ مقدس سونگھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا پتا چل گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن پاک بڑا ہی پُر تاثیر کلام ہے کہ جنوں کے دلوں پر بھی اثر پیدا کردیتا ہے۔ اگر آج کوئی برائے انسان اس کلام سے متاثر نہ ہوتو وہ نہ انسان ہے نہ جن بلکہ 'اولٓئک کالانعام بل ھم اضل' کے مصداق ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کلام کے موثر ہونے کیلئے کوئی موثر منہ بھی چاہئے۔ اگر آج ہم قرآن پڑھیں اور اس کا اثر ہوتا معلوم نہ ہوتو کلام کی تاثیر کا قصور نہیں۔ جس منہ سے وہ کلام پڑھا گیا یہ اُس کے منہ کی تقصیر ہے۔ جیسے کارتوس میں طاقت تو بہت ہوتی ہے لیکن اس کارتوس کی طاقت کے اظہار کیلئے بندوق کا منہ درکار ہے۔ اور اگر اس کارتوس کو ہاتھ میں پکڑ کر کسی پرندے پر دے ماریں تو کارتوس کا کچھ اثر ظاہر نہ ہوگا۔ اسی طرح قرآن پاک کی تاثیر کیلئے منہ ایسا ہو جو حلال وطیب لقمے کھانے والا اور سچ بولنے والا ہو۔ تو پھر اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اور یہ کلام خدا جب رسولِ خدا کے منہ سے نکلے تو پھر اس کا اثر وہی ہونا چاہئے، جس کا مظاہرہ جنوں کے دلوں میں انقلاب کی صورت میں ہوا۔

حکایت نمبر ۴۷

مُسْعَر شیطان اور سمحج جنّ

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھے کہ پہاڑوں پر سے آواز آئی لوگو! محمد پر چڑھائی کردو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ شیطان کے لشکر کا ایک شیطان ہے اور جو شیطان کسی نبی پر چڑھائی کرنے کا اعلان کرتا ہے وہ ضرور مارا جاتا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے ایک غلام جن نے جس کا نام سمحج تھا اور میں نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے، شیطان کو مار ڈالا ہے۔ چنانچہ پھر ہمیں پہاڑ پر سے آواز آئی:

نحن قتلنا مسعرا (حجۃ اللہ علی العالمین، للنبہانی۔ صفحہ ۱۹۱)

ہم نے مسعر کو مار ڈالا۔

سبق …… نبی کا دشمن ذلیل وخوار ہوتا ہے اور شیطان کو نبی سے بڑی عداوت ہوتی ہے۔ وہ نبی کا نام تک سننے کیلئے تیار نہیں ہوتا لیکن یہ ملعون نبی کے غلام کے ہاتھوں ذلت کا شکار ہو کر مٹ جاتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جانثار نہ صرف انسان ہی ہیں بلکہ آپ پر اپنی جانیں فدا کرنے والے جن بھی ہیں اور ہمارے رسول، رسول الجن والانس ہیں۔

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین)

حکایت نمبر ۴۸ شیطان اور ایوب علیہ السلام

شیطان نے ایک روز حضرت ایوب علیہ السلام کو عبادت کرتے دیکھا تو حسد کی آگ میں جلنے لگا اور بڑی کوشش کی کہ وہ حضرت ایوب علیہ السلام کو عبادت سے روک سکے۔ مگر ایسا نہ کرسکا۔ ایک ورز خدا تعالیٰ سے کہنے لگا، الٰہی! ایوب جو تیری اتنی عبادت کرتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ تو نے اُسے مال و دولت اور اولاد کثرت سے دے رکھی ہے اور اُسے صحت بھی دی ہے۔ اگر اس پر کچھ تکالیف بھی نازل ہوں تو وہ تیری عبادت کبھی نہ کرے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا، مردود! یہ تمہارا غلط خیال ہے۔ جاؤ میں تمہیں اختیار دیتا ہوں، تم میرے ایوب کے مال و جان اور اولاد پر تصرف کرسکتے ہو، تم جو چاہو کرکے دیکھ لو۔ چنانچہ شیطان نے پہلے روز تو حضرت ایوب علیہ السلام کی اولاد کو ہلاک کردیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام اس ورز صبر و شکر کرکے اور بھی زیادہ عبادت میں مشغول رہے۔ پھر دوسرے دن شیطان نے آپ کے مال کو آگ لگا کر سارا مال تباہ کردیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے صبر و شکر کرکے اس روز اور بھی زیادہ عبادت کی اور یوں کہا کہ یہ سب کچھ اللہ کی عطا اور اس کی امانت تھی، وہ اپنی چیز لے گیا پھر ہم کون جو شکوہ کریں۔ تیسرے روز شیطان نے حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم اقدس پر پھونک ماری تو آپ کے جسم پر زخم ہوگئے اور تمام جسم زخمی ہوجانے کے بعد بھی آپ کی عبادت میں کچھ فرق نہ پڑا۔ شیطان یہ صورتِ حال دیکھ کر مایوس ہوگیا اور اُسے ماننا پڑا کہ اللہ کے پیغمبر پر اس کا کوئی داؤ چل ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ نے پھر حضرت ایوب علیہ السلام کو شفا بھی دے دی اور مال و اولاد بھی کثرت سے عطا فرمادی۔ (روض الفائق، صفحہ ۶۰)

سبق...... شیطان یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے مصیبتوں میں گھریں اور اپنے اللہ کی شکایت کرکے اس کی یاد سے غافل ہوجائیں۔ لیکن جو اللہ کے خاص بندے ہیں، وہ سُکھ اور دُکھ دونوں حالتوں میں اپنے اللہ کو یاد یکساں کرتے ہیں اور اپنے خالق کو کبھی نہیں بھولتے اور جو لوگ شیطان کے داؤ میں آجاتے ہیں وہ ذرا سی تکلیف میں پڑ کر اپنے خدا کی شکایت کرنے لگتے ہیں۔ ایسے کسی شخص کو اگر بیمار بھی ہوجائے تو وہ کہنے لگتا ہے، خدایا! اس شہر میں کوئی اور نہ تھا، جسے تو بخار میں مبتلا کرتا۔ کیا بخار کیلئے میں ہی رہ گیا تھا؟ اس قسم کے کلمات کہلوا کر شیطان خوش ہوتا ہے۔ لیکن اللہ کے مقبول بندے خدا تعالیٰ کی طرف سے آئی ہر بلا کو 'ہرچہ ز دوست نکوست' کہہ کر خوشی سے برداشت کرتے ہیں اور گویا یہ شعر پڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔

نشود نصیب دشمن کہ شودِ ہلاکِ تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو تیغ آزمائی

اسی پاکیزہ جذبے کا مظاہرہ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا اور ان اللہ کے پیغمبروں کی اتباع میں اولیائے کرام نے بھی اس جذبے کا مظاہرہ فرمایا۔ حضرت عثمان اور حضرت امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی شہادت بھی اسی جذبۂ مقدسہ کا مظاہرہ تھی۔

حکایت نمبر ۴۹ **شیطان اور صحابہ کرام** علیہم الرضوان

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو شیطان نے اپنا لشکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کے پاس بھیجنا شروع کیا۔ شیطان کا لشکر اُن کے پاس جاتا اور نامراد مایوس لوٹ آتا اور وہ اپنی کاروائی کے دفتر سادہ ہی واپس لے آتے، کچھ ان میں لکھا نہ ہوتا۔ شیطان نے اُن سے پوچھا کہ تم کو کیا ہوگیا، اس قوم پر کچھ بھی حملہ نہ کرسکے۔ انہوں نے جواب دیا، ہم نے ایسے لوگ آج تک نہیں دیکھے۔ شیطان نے کہا اچھا انہیں رہنے دو۔ عنقریب ان لوگوں کو دنیاوی فتوحات حاصل ہوں گی۔ اس وقت ہم اپنا مطلب نکال سکیں گے۔ (تلبیسِ ابلیس، صفحہ ۴۰)

سبق...... صحابہ کرام علیہم الرضوان سے شیطان مایوس ہو چکا ہے۔ جو پاک لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پاکیزہ صحبت پاچکے ہوں اُن پر شیطان کیسے غلبہ پاسکتا ہے؟ دنیاوی فتوحات کے وقت وہ اس اُمید پر رہا کہ اس وقت ہم اپنا مطلب نکال سکیں گے۔ مگر وہ کسی وقت بھی ان سے اپنا مطلب نہ نکال سکا۔ ہاں! شیطان کی اس اُمید سے اتنا معلوم ہوگیا کہ یہ ملعون دنیاوی فتوحات کے وقت اپنا مطلب نکالنے کی کوشش کرنے لگتا ہے۔ لیکن اللہ والے ہر حال میں اُسے مایوس ہی لوٹاتے ہیں۔

حکایت نمبر ۳۰ شیطان اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرماتے تھے کہ فجر کی نماز کے وقت کسی نے آواز دی کہ معاویہ! اُٹھو جماعت کیساتھ نماز ادا کرو ورنہ جماعت رہ جائے گی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھے اور آپ نے چاروں طرف دیکھا مگر جگانے والا نظر نہ آیا۔ آپ نے پوچھا اے جگانے والے! تم ہو کون؟ جواب ملا کہ میں شیطان ہوں۔ آپ نے حیران ہو کر پوچھا کہ شیطان کا نمازِ باجماعت پڑھنے کیلئے جگانا بڑے تعجب کی بات ہے۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ تم اس امرِ نیک کی ترغیب کس نیت سے دے رہے ہو؟ شیطان کا کام تو سلانا ہے، نہ کہ نماز کیلئے جگانا۔ بڑے تعجب کی بات ہے پہلے تم یہ بتاؤ۔ شیطان نے کہا، جناب بات دراصل یہ ہے کہ پچھلے ہفتہ بھی آپ کی جماعت رہ گئی تھی اور آپ جماعت رہ جانے کے باعث بہت روئے تھے۔ میں نے ملائکہ رحمت کو آپس میں کہتے ہوئے سنا تھا کہ خدا نے معاویہ کا یہ رونا پسند فرما کر معاویہ کو ستر جماعت کا ثواب دے دیا ہے۔ تو اے معاویہ! آج بھی تم سو رہے تھے، تو میں ڈرا کہ آج بھی اگر تمہاری جماعت رہ گئی تو تم نے اگر پھر رونا شروع کر دیا تو خدا تعالیٰ پھر تمہیں ستر جماعت کا ثواب دے گا۔ اس لئے میں جگانے آیا ہوں تا کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ کر ایک ہی جماعت کا ثواب لو۔

(مثنوی شریف)

سبق...... یہ شیطان بڑا مکار و چالاک ہے۔ یہ بعض و وقات نیک کاموں کی ترغیب بھی دینے لگتا ہے۔ لیکن اس کی یہ حرکت بھی اپنے کسی خاص مقصد کیلئے ہوتی ہے اور یہ ملعون حلوے میں زہر ملا کر دیتا ہے۔ نماز باجماعت کی ترغیب دینا ظاہرا اچھی بات ہے لیکن اس میں اسکا جو مقصد تھا وہ سراسر شیطانی مقصد تھا۔ معلوم ہوا کہ شیطان بعض اوقات تبلیغ کے فرائض بھی سرانجام دیتا نظر آتا ہے نماز بھی پڑھواتا ہے، لیکن مقصد اس کا بہرحال خطرناک ہی ہوتا ہے۔ اس لئے شیطان کی بظاہر نیک بات بھی ذرا سوچ سمجھ کر قبول کرنی چاہئے اور ہر وہ شخص جو قرآن و حدیث کا درس دیتا نظر آئے، اسے اچھا ہی نہ سمجھ لینا چاہئے۔ بعض اوقات ایسا مبلغ شیطان بھی ہوتا ہے۔ یہ فضائل نماز و فضائل جماعت کے موضوع پر بھی بیان کرتا ہوا نظر آتا ہے لہٰذا مسلمانوں کو شیطان کے اس داؤ سے بھی چوکنا رہنا چاہئے۔

شیطان اور ایک عابد

بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عابد تھا۔ اس کے زمانہ میں تین بھائی تھے جن کی ایک نوجوان بہن تھی۔ اتفاقاً تینوں بھائیوں کو کہیں لڑائی پہ جانا پڑا۔ ان کو کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا۔ جس کے پاس اپنی بہن کو چھوڑ جائیں اور اس پر بھروسہ کریں۔ لہٰذا تینوں بھائیوں نے اس امر پر اتفاق کرلیا کہ بہن کو عابد کے سپرد کر جائیں۔ وہ عابد ان کی نظر میں تمام بنی اسرائیل میں پرہیزگار تھا۔ چنانچہ وہ بہن کو لے کر اس عابد کے پاس آئے اور درخواست کی کہ جب تک ہم لڑائی سے واپس نہ آئیں، ہماری بہن آپ کے سایۂ عاطفت میں رہے۔ عابد نے انکار کیا۔ ان سے اور ان کی بہن سے خدا کی پناہ مانگی لیکن تینوں بھائیوں نے اصرار کیا اور راہب اس شرط پر مان گیا کہ اپنی بہن کو میرے عبادت خانہ کے سامنے کسی گھر میں چھوڑ جاؤ۔ چنانچہ تینوں بھائیوں نے ایسا ہی کیا اور اپنی بہن کو عابد کے عبادت خانہ کے سامنے ایک گھر میں لا اُتارا اور خود چلے گئے۔ وہ لڑکی عابد کے قریب ایک مدت تک رہتی رہی عابد اس کیلئے کھانا لے کر چلتا تھا اور اپنے عبادت خانہ کے دروازے پر رکھ کر کواڑ بند کرلیتا تھا اور اندر واپس چلا جاتا تھا اور لڑکی کو آواز دیتا تھا۔ وہ اپنے گھر سے آ کر کھانا اُٹھا کر لے جاتی تھی۔ کچھ دنوں کے بعد شیطان نے عابد کے دل میں یہ خیال پیدا کیا کہ لڑکی دن کو اپنا کھانا لینے کیلئے گھر سے نکلتی ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اسے دیکھ کر اس پر دست اندازی کرے اور اس کی عصمت خراب کرے۔ بہتر یہ ہے کہ میں خود اس کا کھانا اس کے دروازے پر رکھ آیا کروں گا۔ اس میں مجھے اجر بھی بہت ملے گا۔ الغرض وہ عابد اب خود کھانا لے کر اس کے گھر جانے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد شیطان پھر اس کے پاس آیا اور اُسے اِس بات پر اُبھارا کہ اگر تم اس لڑکی سے بات چیت کیا کرو تو لڑکی کی وحشت دور ہوگی اور یہ بہت بڑا نیک کام ہوگا۔ چنانچہ وہ عابد اب اس لڑکی سے کلام بھی کرنے لگا اور اپنے عبادت خانہ سے اُتر کر اُس کے گھر جانے لگا اور دن بھر باتیں کرنے لگا۔ دن کو لڑکی پاس کے رہتا اور رات کو اپنے عبادت خانہ میں آجاتا۔ کچھ عرصہ کے بعد شیطان نے عابد پر لڑکی کی خوبصورتی کا جال پھینکا اور ایک روز عابد نے لڑکی کے زانو اور رُخسار پر ہاتھ مارا۔ اس کے بعد شیطان برابر اُسے اُکساتا رہا۔ حتیٰ کہ اُسے اس سے ملوث کردیا۔ لڑکی نے ایک لڑکا جنا۔ پھر شیطان عابد کے پاس آیا اور کہنے لگا، اگر لڑکی کے بھائی آگئے تو تم کیا کرو گے؟ میں ڈرتا ہوں کہ تم بڑے ذلیل ہو گے۔ تم ایسا کرو کہ اس بچے کو زمین میں گاڑ دو۔ عابد نے ایسا ہی کیا۔ پھر شیطان نے عابد سے کہا کہ مجھے شبہ ہے کہ یہ لڑکی اپنے بھائیوں سے سارا قصہ بیان کردے گی۔ لہٰذا اسے بھی ذبح کرکے بچے کے ساتھ دفن کردو۔ الغرض عابد نے بچے کے ساتھ لڑکی کو بھی ذبح کرکے دفن کردیا اور خود عبادت خانہ میں جا کر عبادت کرنے لگا۔ ایک مدت کے بعد لڑکی کے بھائی واپس آئے اور عابد سے اپنی بہن کا حال پوچھا تو عابد نے کہا وہ مرگئی ہے اور قبرستان میں انہیں لے جا کر ایک قبر دکھا دی اور کہا یہ تمہاری بہن کی قبر ہے اس پر فاتحہ پڑھو۔ بھائیوں نے دعائے خیر کی اور واپس گھر چلے آئے۔ رات کو تینوں بھائیوں نے خواب میں دیکھا کہ

شیطان ایک مسافر آدمی کی شکل میں آیا ہے اور اِن سے ان کی بہن کا پوچھا۔ انہوں نے اس کے مرنے کی خبر دی تو شیطان نے تینوں سے کہا، نہیں ایسا نہیں! بلکہ اس عابد نے تمہاری بہن کی عزت کو لوٹا اور اس سے ایک بچہ پیدا ہوا، جسے عابد نے مار ڈالا اور تمہاری بہن کو ذبح بھی کر ڈالا اور دونوں کو اُس گھر میں جس گھر میں وہ رہتی تھی، ایک گڑھا کھود کر دفن کر دیا ہے۔ تم اُس گھر میں داخل ہو کر فلاں کونے کو جا کر دیکھو۔ وہاں وہ گڑھا موجود پاؤ گے۔ صبح تینوں بھائی اُٹھے اور ایک دوسرے سے یہ خواب بیان کر کے اُٹھے اور اس مکان میں گئے اور اُسی کونے کی طرف بڑھے۔ تو وہاں گڑھا موجود پایا۔ کھودا تو دونوں لاشیں نکل آئیں۔ اس کے بعد وہ عابد کے پاس آئے اور سارا ماجرہ بیان کر کے اس سے پوچھا تو اس نے بھی اقبالِ جرم کر لیا۔ پھر تینوں بھائیوں نے بادشاہ سے جا کر ناش کی تو عابد کو عبادت خانہ سے نکالا گیا اور اُسے پھانسی پر لٹکانے کا حکم دے دیا گیا۔ جب اُسے پھانسی کیلئے دار پر لایا گیا تو شیطان آ گیا اور کہنے لگا مجھے پہچانو! میں تمہارا وہی ساتھی ہوں جس نے تجھے عورت کے فتنے میں ڈال دیا۔ اب اگر تم میرا کہا مانو تو تمہیں پھانسی سے بچا سکتا ہوں۔ اُس نے کہا کہو کیا کہتے ہو؟ میں مانوں گا۔ شیطان نے کہا، خدا کا انکار کر دو۔ چنانچہ عابد بد بخت نے خدا کا انکار کر دیا اور کافر ہو گیا۔ شیطان اُسے وہیں چھوڑ کر چلا گیا اور سپاہیوں نے اُسے دار پر کھینچ دیا۔ (تلبیس ابلیس، صفحہ ۳۷)

سبق......شیطان کے پاس مردوں کو پکڑنے کا سب سے بڑا جال عورت ہے۔ وہ ملعون عورت کے ذریعے بڑوں بڑوں کو بہکا لیتا ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی لئے عورت کو پردے میں رکھا ہے اور مرد و عورت دونوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم سنایا ہے اور غیر محرم عورت کے پاس تنہائی میں بیٹھنے یا اس سے کلام کرنے یا اُسے چھونے سے روکا ہے۔ پس مسلمانوں کو شیطان کے اس جال سے بھی ہوشیار رہنا چاہئے۔ آج کل شیطان نئی تہذیب کے ہاتھوں اس جال کو بازاروں، کلبوں، تھیٹروں اور میلوں ٹھیلوں میں پھینکوا رہا ہے اور کئی ترقی پسندوں کو پھانس رہا ہے۔ شیطان بڑا چالباز اور عیار ہے۔ کہیں تو عورتوں کی مدد و حمایت کے رنگ میں مردوں کو ان کی طرف مائل کرتا ہے اور کہیں یہ خیال پیدا کر کے کہ حسن و خوبصورتی خدا کی صنعت ہے اور صنعت خدا کو دیکھنا بھی کارِ خیر ہے۔ مردوں کی نظریں عورتوں پر جما دیتا ہے اور پھر یہ ملعون دین و ایمان برباد کر کے ساتھ بھی چھوڑ دیتا ہے اور یوں کہہ دیتا ہے کہ

إنی بریٔ منک انی اخاف اللّٰہ ربّ العالمین

میں تم سے بری ہوں اور میں خدا سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا ربّ۔

شیطان اور ایک درخت

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیائے علوم میں نقل کرتے ہیں کہ ایک عابد کو جو کہ عرصہ دراز سے عبادتِ الٰہی میں مشغول تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک قوم ہے جو ایک درخت کی پرستش کرتی ہے۔ عابد سن کر غضب میں آیا اور اس درخت کے کاٹنے کیلئے تیار ہو گیا۔ اس کو شیطان ایک شیخ کی صورت میں ملا اور پوچھا کہ کہاں جاتا ہے۔ عابد نے کہا کہ میں اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں جس کی لوگ پرستش کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگا تو فقیر آدمی ہے، تمہیں ایسی کیا ضرورت پیش آ گئی کہ تم نے اپنی عبادت اور ذکر کو چھوڑا اور اس کام میں لگ پڑا۔ عابد بولا یہ بھی میری عبادت ہے۔ شیطان نے کہا، میں تجھے ہرگز درخت نہ کاٹنے دوں گا۔ اس پر دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ عابد نے شیطان کو نیچے ڈال دیا اور سینہ پر بیٹھ گیا۔ شیطان نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے میں تیرے ساتھ ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ہٹ گیا۔ تو شیطان نے کہا، اللہ تعالیٰ نے تم پر اس درخت کا کاٹنا فرض نہیں کیا اور تو خود اس کی پوجا نہیں کرتا پھر تجھے کیا ضرورت ہے کہ اس میں دخل دیتا ہے۔ کیا تو نبی ہے یا تجھے خدا نے حکم دیا ہے۔ اگر اس درخت کو کاٹنا منظور ہے تو اپنے کسی نبی کو حکم بھیج کر کٹوا دے گا۔ عابد نے کہا، میں ضرور کاٹوں گا۔ پھر ان دونوں میں جنگ شروع ہو گئی۔ عابد اس پر غالب آ گیا۔ اس کو گرا کر اس کے سینہ پر بیٹھ گیا۔ شیطان عاجز آ گیا۔ اس نے ایک اور تدبیر سوچی اور کہا کہ میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو میرے اور تیرے درمیان فیصلہ کرنے والی ہو اور وہ تیرے لئے بہت بہتر اور نافع ہے۔ عابد نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے چھوڑ دے تو میں تجھے بتاؤں اس نے چھوڑ دیا تو شیطان نے کہا کہ تو ایک فقیر آدمی ہے تیرے پاس کوئی شے نہیں، لوگ تیرے نان نفقہ کا خیال رکھتے ہیں۔ کیا تو نہیں چاہتا کہ تیرے پاس مال ہو اور اس سے اپنے خویش اور اقارب کی خبر رکھے اور خود بھی لوگوں سے بے پرواہ ہو کر زندگی بسر کرے۔ اس نے کہا ہاں یہ بات تو دل چاہتا ہے تو شیطان نے کہا کہ اس درخت کے کاٹنے کے ارادے سے باز آ جا۔ میں ہر روز ہر رات کو تیرے سر کے پاس دو دینار رکھ دیا کروں گا سویرے اُٹھ کے لے لیا کر۔ اپنے اہل و عیال و دیگر اقارب و ہمسایہ پر خرچ کیا کر۔ تیرے لئے یہ کام بہت مفید اور مسلمانوں کیلئے بہت نافع ہوگا۔ اگر یہ درخت تو کاٹے گا لوگ اس کی جگہ اور درخت لگالیں گے تو اس میں کیا فائدہ ہوگا۔ عابد نے تھوڑا فکر کیا اور کہا کہ شیخ نے سچ کہا۔ میں کوئی نبی نہیں ہوں کہ اس کا قطع مجھ پر لازم ہو۔ اور مجھے حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس کے کاٹنے کا امر فرمایا ہو کہ میں نہ کاٹنے سے گناہ گار ہوں گا اور جس بات کا اس شیخ نے ذکر کیا ہے وہ بے شک مفید ہے۔ یہ سوچ کر عابد نے منظور کر لیا اور پورا عہد کر کے واپس آ گیا۔ رات کو سویا۔ صبح اُٹھا تو دو دینار اپنے سرہانے پا کر بہت خوش ہوا۔ اسی طرح دوسرے دن بھی دو دینار مل گئے۔ پھر تیسرے دن کچھ نہ ملا تو عابد کو غصہ آیا اور پھر درخت کاٹنے کے ارادے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ پھر شیطان اسی صورت میں سامنے آ گیا اور کہنے لگا کہ اب کہاں کا ارادہ ہے۔ عابد نے کہا کہ درخت کو کاٹوں گا۔ اس نے کہا کہ میں ہرگز نہیں جانے دوں گا۔

اسی تکرار میں ہر دونوں میں کشتی ہوئی۔ شیطان نے عابد کو گرا لیا اور سینہ پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اگر اس ارادہ سے باز آجائے تو بہتر ورنہ تجھے ذبح کر ڈالوں گا۔ عابد نے معلوم کیا کہ مجھے تیرے مقابلہ کی طاقت نہیں' کہنے لگا کہ اس کی وجہ بتاؤ کہ کل تو میں نے تم کو پچھاڑ لیا تھا۔ آج تو غالب آ گیا ہے۔ کیا وجہ ہے؟ شیطان بولا کہ کل تو خالص خدا کیلئے درخت کاٹنے نکلا تھا تیری نیت میں اخلاص تھا۔ لیکن آج دو دیناروں کے نہ ملنے کا غصہ ہے۔ آج تیرا ارادہ محض خدا کیلئے نہیں۔ اس لئے میں آج تجھ پر غالب آ گیا۔ (احیاء العلوم، نیز تلبیس، صفحہ ۴۱)

سبق..... شیطان کیلئے زیادہ تکلیف دہ چیز خلوص ہے شیطان مخلص بندوں پر غلبہ نہیں پا سکتا۔ خدا تعالیٰ نے پہلے ہی اس کی تصریح فرمادی ہے کہ إلا عبادك منهم المخلصين۔ معلوم ہوا کہ بندہ شیطان سے اخلاص کے سوا بچ نہیں سکتا۔ اخلاص ہو تو شیطان کا کوئی بس نہیں۔ اسی واسطے شیطان خلوص کو لوٹنا چاہتا ہے۔ وہ بندے کے دل میں طرح طرح کے دنیوی فائدوں کے لالچ پیدا کرتا ہے تاکہ بندہ لالچ میں آ کر خلوص کی دولت لٹا بیٹھے۔ خلوص لٹ جائے تو پھر کوئی نیک کام' نیک کام نہیں رہتا۔ بلکہ ایسا مخلص شیطان کے بس میں آجاتا ہے۔ نماز جو بڑا نیک کام ہے اس کیلئے حکم ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ نماز خاص اپنے خدا کیلئے پڑھو۔

اور اگر یہی نماز دکھاوے کیلئے پڑھی جائے تو هم يرآؤن کے مصداق وہ جہنم کی کلید بن جاتی ہے۔ پس مسلمانوں کو شیطان کے اس داؤ سے بچنا چاہئے اور ہر نیک کام خدا کی رضا کیلئے ہی کرنا چاہئے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی برے کام سے روکنا صرف نبیوں ہی کا کام نہیں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے غلام پر بھی لازم ہے کہ وہ حتی الامکان برے کاموں سے روکیں اور اس قسم کا خیال کہ "ہمیں کیا کوئی برا کام کرتا ہے تو اس کی گور گردن پر" شیطان پیدا کرتا ہے تاکہ کوئی برے کاموں سے نہ روکے اور شیطان کا کام ہوتا رہے۔

شیطان اور دو بھائی

پچھلے زمانے میں دو سگے بھائی تھے۔ جن میں سے بڑا بہت بڑا عابد وزاہد تھا۔ اور چھوٹا بڑا عیاش اور بدکار تھا۔ بڑے بھائی کے دل میں ایک روز تمنا پیدا ہوئی کہ وہ شیطان و دیکھے اُسی روز اُسے شیطان مل گیا۔ اور اُسے کہنے لگا، میں تمہاری تمنا کے مطابق تمہیں ملنے کیلئے آگیا ہوں۔ مجھے تم پر رحم آتا ہے کہ چالیس برس تک تم نے اپنے نفس کو عبادت کی بھٹی میں ڈال کر ہلاک کر ڈالا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تمہاری عمر ابھی چالیس برس اور باقی ہے۔ تم ایسا کرو کہ آئندہ بیس سال تک عیش و عشرت میں گزار دو۔ حلال وحرام کی تمیز چھوڑ دو، اپنے مزے کرو اور اپنی جان بناؤ۔ بیس سال کے بعد پھر توبہ کر لینا اور عمر کا آخری حصہ خدا کی یاد میں گزار لینا۔ عابد کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ واقعی ابھی عمر کا کافی حصہ باقی ہے۔ کچھ روز گناہوں کی لذت سے آشنا ہو لیں پھر دیکھا جائے گا۔ عابد اوپر کی منزل پر رہتا تھا اور اُس کا چھوٹا بدکار بھائی نیچے کی منزل میں۔

عابد نے سوچا کہ میرا چھوٹا بھائی عیش وعشرت کرتا ہے ابھی ابھی میں نیچے اُس کے پاس جاتا ہوں اور اس کے ساتھ مل کر میں بھی عیش وعشرت کی زندگی اختیار کرتا ہوں۔ اِدھر بڑے بھائی نے یہ سوچا، اُدھر چھوٹے بھائی کے دل میں خدا کی رحمت جلوہ گر ہوئی اور بدکار بھائی اپنے گناہوں کو یاد کر کے رونے لگا اور اپنے بڑے بھائی کا زہد وتقویٰ پیش نظر رکھ کر اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا۔ اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ کافی عیش وعشرت کر چکے۔ اب توبہ کر کے خدا کی عبادت پر کمر باندھ لو اور اُٹھو اوپر بڑے بھائی کی خدمت میں حاضر ہو کر سچے دل سے توبہ کرو اور آئندہ کبھی گناہ کے نزدیک بھی نہ جانا۔

بڑا بھائی گناہ کی نیت سے نیچے آنے کیلئے سیڑھیاں اُترنے لگا اور چھوٹا بھائی توبہ کرنے کی نیت سے اوپر جانے کیلئے سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ بڑے بھائی کا قدم سیڑھی سے پھسلا اور وہ چھوٹے بھائی کے اوپر آگرا، تو دونوں بھائی وہیں مر گئے۔ خدا تعالیٰ نے بڑے بھائی کو اُس کی نیتِ بد کی بدولت بدکاروں میں اُٹھا لیا اور چھوٹے بھائی کو توبہ کی نیت کی بدولت نیکوں میں اٹھا لیا۔ (روض الفائق۔ مطبوعہ مصر لعلامہ حریفیش، صفحہ ۱۰)

سبق...... شیطان کا ایک داؤ یہ بھی ہے کہ وہ انسان کو لمبی عمر پانے کی اُمید میں ڈال کر اس سے گناہ کرانے لگتا ہے اور غافل انسان اس کے داؤ میں پھنس کر گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور موت اُسے ناگہانی طور پر آدبوچتی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ گناہ گار آدمی جب توبہ کی نیت سے کسی اللہ کے مقبول بندے کی طرف جانے کا ارادہ بھی کرے تو خدا تعالیٰ اُس کے پچھلے گناہ معاف فرما کر اُسے نیکوں کی فہرست میں رکھ لیتا ہے۔ پس ہمیں نیکوں کی صحبت اختیار کرنی چاہئے اور اللہ والوں کی مجلس میں جانے کیلئے آمادہ رہنا چاہئے۔ اگر کوئی ایسی مجلس میں جانے سے روکے تو سمجھ لیجئے وہ شیطان کی نمائندگی کر رہا ہے۔

حکایت نمبر ۳۴

شیطان عورت کی صورت میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک نیک بخت اور صالحہ عورت تھی۔ اس نے تنور میں آٹا لگا کر نماز کی نیت کر لی۔ اتنے میں شیطان ایک عورت کی صورت میں اس کے پاس آ کر کہنے لگا کہ روٹی تنور میں جل کر خاک ہو گئی ہے۔ مگر اس نیک فطرت عورت نے بالکل التفات نہ کیا۔ پھر شیطان نے اس عورت کے بچے کو پکڑ کر تنور کی آگ میں ڈال دیا۔ اس پر بھی عورت نے التفات نہ کیا۔ ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اس عورت کا شوہر آ گیا اور اس نے اپنے بچے کو تنور میں انگاروں سے کھیلتا ہوا پایا۔ خدا نے آگ کے انگاروں کو سُرخ عقیق بنا دیا۔ یہ شخص گھر سے نکل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا، اپنی بی بی کو میرے پاس بلا لاؤ۔ جب وہ اپنی بی بی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس لے گیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے کون سا ایسا عمل کیا تھا جس سے یہ بات پیدا ہوگئی۔ عورت نے جواب دیا، اے روح اللہ! میں جب بھی بے وضو ہوتی ہوں فوراً وضو کر لیتی ہوں اور کبھی بے وضو نہیں رہتی اور جب بھی وضو کر لیتی ہوں فوراً نماز کیلئے کھڑی ہو جاتی ہوں اور مجھ کو جب بھی کسی نے اپنی کسی حاجت کا سوال کیا جو خدا کے نزدیک بھی پسندیدہ تھی، میں نے وہ فوراً سوال پورا کر دیا اور میں لوگوں کی ایذاء کو برداشت کرتی ہوں اور صبر کرتی ہوں۔ (نزہۃ المجالس، جلد ا صفحہ ۸۹)

سبق...... نماز پڑھنا شیطان کیلئے پیامِ موت ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ جس طرح مَیں نے سجدہ نہ کر کے طوقِ لعنت کو پہنا ہے اسی طرح دوسرے بھی نماز نہ پڑھ کر میرے ساتھی بن جائیں۔ اسی واسطے وہ نمازی کو طرح طرح کے خطرات و اندیشوں سے ڈراتا ہے تاکہ نمازی نماز چھوڑ دے یا اس کے خشوع و خضوع میں فرق آ جائے۔ آجکل وہ لوگوں کے دلوں میں ماڈرن قسم کے وسوسے ڈالتا ہے مثلاً یہ کہ وقت بڑا قیمتی ہے، نماز میں جتنا وقت صَرف ہوتا ہے اتنا ہی وقت اگر کسی قومی، ملی کام میں صرف کیا جائے تو بہتر ہے۔ مگر سچا مسلمان شیطان کے اس قسم کے وسوسوں کی طرف مطلق التفات نہیں کرتا اور نماز پڑھنا کبھی نہیں چھوڑتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان عورت کی صورت میں بھی آ کر پھسلاتا ہے اور آج کل تو وہ میک اپ کر کے بھی نکلنے لگا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر وقت باوضو رہنا اللہ کے نزدیک بڑا پسندیدہ امر ہے۔ ہر وقت باوضو رہنے سے آگ کے شعلے بھی سرخ عقیق بن جاتے ہیں اور کسی کا جائز سوال پورا کرنے سے خدا تعالیٰ بڑی بڑی مشکلیں ٹال دیتا ہے اور لوگوں کی ایذاؤں کو برداشت کر کے صبر کرنے والے پر خوش ہوتا ہے۔

حکایت نمبر ۳۵

شیطان اور صائم نائم

ایک بزرگ مسجد کی طرف گئے تو آپ نے مسجد کے دروازے پر شیطان کو حیران و پریشان کھڑے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے شیطان سے پوچھا کیا بات ہے؟ تو شیطان نے کہا، اندر دیکھئے۔ انہوں نے اندر دیکھا تو مسجد کے اندر ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اور ایک آدمی مسجد کے دروازے کے قریب سو رہا تھا۔ شیطان نے بتایا کہ جو اندر نماز پڑھ رہا ہے، اس کے دل میں وسوسہ پیدا کرنے کیلئے میں اندر جانا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ جو دروازے کے قریب سو رہا ہے یہ روزہ دار ہے۔ یہ سویا ہوا روزہ دار سانس لیتے ہوئے جب سانس باہر نکالتا ہے تو اُس کی سانس میرے لئے شعلہ بن کر مجھے اندر جانے سے روک دیتی ہے۔ میں اس پریشانی میں کھڑا ہوں۔ (روض الفائق مصری، صفحہ ۲۶)

سبق......روزہ شیطان کے وار کیلئے ایک زبردست ڈھال ہے۔ روزہ دار سو بھی رہا ہے تو اسکی سانس بھی شیطان کیلئے گویا تیر ہے۔ معلوم ہوا کہ روزہ دار کو دیکھ کر شیطان بڑا گھبراتا ہے۔ اسی طرح جو ماہِ رمضان کو دیکھ کر گھبرا جائے، وہ بھی شیطان ہے۔ شیطان چونکہ ماہِ رمضان میں قید کرلیا جاتا ہے اسلئے شیطان جہاں بھی اور جب بھی روزہ دار کو دیکھتا ہے اس کیلئے وہ پریشانی کا باعث بن جاتا ہے۔

شیطان اور عالم

ایک روز عصر کے بعد شیطان نے اپنا تخت بچھایا اور شیاطین نے اپنی اپنی کارگزاری کی رپورٹ پیش کرنا شروع کی۔ کسی نے کہا کہ میں نے اتنی شرابیں پلائیں۔ کسی نے کہا میں نے ایک طالب علم کو پڑھنے سے باز رکھا۔ شیطان سنتے ہی تخت پر سے اُچھل پڑا اور اس کو گلے لگالیا اور کہا اَنْتَ اَنْتَ تونے کام کیا۔ دوسرے شیاطین یہ کیفیت دیکھ کر جل گئے کہ انہوں نے اتنے بڑے کام کئے ان پر تو شیطان خوش نہ ہوا اور اس معمولی سے کام کرنے والے پر اتنا خوش ہوگیا۔ شیطان بولا تمہیں نہیں معلوم جو کچھ تم نے کیا سب اسی کا صدقہ ہے۔ اگر انہیں علم ہوتا تو وہ گناہ نہ کرتے۔ لومیں تمہیں دکھاؤں بتاؤ وہ کون سی جگہ ہے جہاں سب سے بڑا عابد رہتا ہے مگر وہ عالم نہیں اور وہاں ایک عالم بھی رہتا ہو۔ انہوں نے ایک مقام کا نام لیا۔ صبح کو قبل طلوع آفتاب شیاطین کو لئے ہوئے شیطان اس مقام پر پہنچا۔ شیاطین مخفی رہے اور یہ شیطان انسان کی شکل بن کر راستہ پر کھڑا ہوگیا۔ عابد صاحب تہجد کی نماز کے بعد فجر کے واسطے مسجد کی طرف تشریف لائے۔ راستہ میں شیطان کھڑا تھا۔ السلام علیکم...... وعلیکم السلام کے بعد کہا۔ حضرت! مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ عابد صاحب نے کہا، جلدی پوچھو مجھے نماز کیلئے مسجد میں جانا ہے۔ شیطان نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور پوچھا، کیا اللہ قادر ہے کہ ان سارے آسمانوں اور زمینوں کو اس چھوٹی سی شیشی میں داخل کردے۔ عابد صاحب نے سوچا اور کہا کہاں اتنے بڑے آسمان اور زمین اور کہاں یہ چھوٹی سی شیشی۔ بولا بس یہی پوچھنا تھا تشریف لے جایئے اور شیاطین سے کہا، دیکھو میں نے اس کی راہ ماردی۔ اس کو اللہ کی قدرت پر ہی ایمان نہیں، عبادت کس کام کی؟ طلوع آفتاب کے قریب عالم جلدی جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے۔ السلام علیکم...... وعلیکم السلام۔ مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ انہوں نے فرمایا، پوچھو جلدی نماز کا وقت کم ہے۔ اس نے شیشی دکھا کر وہی سوال کیا۔ عالم صاحب نے فرمایا، ملعون تو شیطان معلوم ہوتا ہے ارے وہ قادر ہے کہ یہ شیشی تو بہت بڑی ہے، ایک سوئی کے ناکے کے اندر اگر چاہے تو کروڑوں آسمان و زمین داخل کردے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ عالم صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد شیطان نے شیاطین سے کہا، دیکھا یہ علم ہی کی برکت ہے اور وہ جس نے طالب علم کو پڑھنے سے روکا، اس نے بڑا کام کیا تا کہ وہ نہ پڑھے اور نہ عالم بن سکے۔

(الملفوظ اعلیٰ حضرت، جلد ۳ صفحہ ۲۱، ۲۲)

سبق...... دین کا علم بہت بڑی مفید چیز ہے۔ شیطان ایسے عالم سے بہت ڈرتا ہے کیونکہ عالم دین اپنے علم کی وجہ سے شیطان کے جال میں نہیں پھنستا۔ بغیر علم کے زہد و عبادت بھی خطرے میں رہتی ہے۔ خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد

یعنی شیطان پر ایک عالم ہزار عابد سے بھی زیادہ بھاری ہے۔

مطلب یہ ہے کہ شیطان اتنا ہزار عابدوں سے بھی نہیں ڈرتا، جتنا ایک عالم سے ڈرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی عالم سے ڈرنا اور اس سے عداوت رکھنا' یہ شیطان کا کام ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بغیر علم کے زہد و تقویٰ خطرے میں رہتا ہے اور شیطان ایسے زہد و تقویٰ کو بڑی آسانی سے لوٹ سکتا ہے۔ اسی واسطے شیطان بغیر علم کے پیروں کو عالموں سے دور رکھتا ہے اور ایسے پیروں سے اس قسم کے کلمات کہلواتا ہے کہ 'شریعت' طریقت الگ الگ چیزیں ہیں۔ یہ مولوی طریقت کو کیا جانیں۔ ان مولویوں کے پاس نہ جانا چاہئے۔ جو برائے نام پیر ایسے کلمات کہے' سمجھ لیجئے وہ شیطان کے جال میں پھنس چکا ہے۔ ایسے پیر پھر اسی گھمنڈ میں رہتے ہیں کہ ہم پہنچے ہوئے ہیں۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ کہاں پہنچے ہوئے ہیں۔ خدا کے دربار میں یا نار میں۔

حکایت نمبر ۳۷

شیطان کی دعا

حضرت اسرافیل علیہ السلام نے لوحِ محفوظ میں لکھا دیکھا کہ ایک بندہ اسّی ہزار برس تک عبادتِ الٰہی میں مصروف رہے گا۔ مگر انجام کار اس کی یہ عبادت اس کے سر پر ماردی جائے گی اور جنابِ الٰہی سے اس پر پھٹکار کا مینہ برسنے لگے گا۔ یہ پڑھ کر اسرافیل کانپ اُٹھے اور رونے لگے کہ شاید وہ بندہ میں ہی ہوں۔ تمام فرشتے جمع ہوکر اسرافیل علیہ السلام کے پاس آئے اور رونے کا سبب دریافت کیا۔ کہا میں نے لوحِ محفوظ پر ایسا ایسا لکھا دیکھا ہے۔ اسرافیل علیہ السلام کی یہ بات سن کر سارے فرشتے گھبرا اُٹھے اور سب رونے لگے۔ ہر ایک کو یہی ڈر تھا کہ کہیں وہ میں ہی نہ ہوں۔ پھر سب نے کہا چلو عزرائیل کے پاس چلیں۔ یہ شیطان کا پہلا نام تھا۔ فرشتوں نے کہا کہ عزرائیل بڑا مقرب اور بڑا عابد ہے۔ اس سے چل کر دعا کرائیں۔ چنانچہ سب مل کر عزرائیل (شیطان) کے پاس آئے اور لوحِ محفوظ کے لکھے ہوئے کی خبر دے کر دعا کیلئے کہا۔ عزرائیل (شیطان) نے بڑی عاجزی سے دعا مانگی اور یوں کہا:

اللھم لا تغضب علیھم

اے اللہ! ان پر غضب نازل نہ کر۔ انہیں اپنے قہر سے محفوظ رکھ۔

ملعون نے دعا میں اپنے نفس کو فراموش کردیا اور ان کیلئے دعا کی کہ الٰہی ان پر غضب نازل نہ کرنا اور یوں دعا نہ کی کہ الٰہی ہم پر غضب نازل نہ کرنا۔ چنانچہ لوحِ محفوظ کا لکھا ہوا اُسی کے سامنے آگیا۔ (نزہۃ المجالس، جلد ۲ صفحہ ۱۳۱)

سبق...... انسان کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ اپنے نفس کو پیشِ نظر رکھے اور اس کی غلطیوں سے پناہ مانگے اور اللہ تعالٰی سے پہلے اپنے آپ پر فضل فرمانے کی دعا مانگے۔ جو شخص دوسروں کی تو اصلاح کے درپے ہو اور اپنے نفس کو بھول جائے وہ شیطان کا پیروکار ہے۔ ساری عمر بھی اگر خدا کی عبادت میں گزاری جائے پھر بھی اللہ کی رحمت ہی کا اُمیدوار رہنا چاہئے اور اس کی بے نیازی سے ڈرتے رہنا چاہئے اور اپنے آپ کو کبھی بڑا نہ سمجھنا چاہئے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جو معصوم اور معصوموں کے بھی سردار ہیں۔ دعا میں ہمیشہ پہلے اپنی ذاتِ گرامی کا ذکر فرماتے تھے۔ پس خدا سے دعا مانگتے ہوئے پہلے اپنی ذات کیلئے پھر دوسروں کیلئے رحمتِ حق کا طالب ہونا چاہئے۔

شیطان نے فرعون سے کہا

ایک روز شیطان نے فرعون سے کہا، دیکھ میں تجھ سے عمر میں بڑا ہوں۔ لیکن میں نے ربوبیت کا دعویٰ آج تک نہیں کیا۔ تو کس طرح کرتا ہے؟ فرعون نے کہا تو سچ کہتا ہے۔ میں توبہ کرتا ہوں۔ شیطان نے کہا، نہ نہ ایسا ہرگز نہ کرنا۔ سارا مصر تمہاری ربوبیت کا قائل ہوگیا ہے۔ اب اگر تم نے یہ کہہ دیا کہ میں خدا نہیں تو کتنی ذلت کی بات ہے۔ چنانچہ فرعون پھر اپنے دعویٰ پر ڈٹ گیا۔ (نزہۃ المجالس، جلد ۱ صفحہ ۱۷۵)

سبق...... شیطان بڑا مکار و عیار ہے کہ خود ہی فرعون کو دعویٔ خدائی پر اُکسایا اور پھر خود ہی اُسے شرمندہ بھی کرتا ہے اور چونکہ شیطان کو خود توبہ کرنے کی توفیق نہ تھی اس لئے اب وہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا بھی توبہ کرکے اس کے ساتھیوں کی لسٹ سے نکل جائے۔

شیطان و فرعون سے بھی بُرا

ایک روز شیطان سے فرعون نے پوچھا کہ یہ تو بتاؤ کہ مجھ سے اور تجھ سے بھی زیادہ برا کوئی ہے؟ شیطان نے کہا، ہاں! وہ شخص ہم دونوں سے بھی زیادہ برا ہے، جس کے پاس اُس کا مسلمان بھائی عذر لے کر آئے اور وہ اُس کا عذر قبول نہ کرے۔

(نزہۃ المجالس، جلد ۱ صفحہ ۱۷۵)

سبق...... اگر کسی کا مسلمان بھائی اپنی کسی لغزش پر عذر پیش کرے تو مسلمان کو اپنے بھائی کا عذر قبول کرکے رنجشیں دُور کردینی چاہئیں اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا عذر قبول نہیں کرتا وہ شیطان و فرعون سے بھی برا ہے۔

شیطان اور غصّہ

ایک راہب پر شیطان ظاہر ہوا۔ راہب نے پوچھا کہ اولادِ آدم کی کون سی ایسی خصلت ہے جو ان کے گمراہ کرنے میں تیرے معاون ثابت ہوتی ہے۔ شیطان نے جواب دیا کہ غصہ۔ جب انسان غُصّہ میں آجائے تو مَیں اُسے یوں اُلٹتا پلٹتا ہوں جیسے لڑکے گیند کو۔ (تلبیس ابلیس، صفحہ ۴۰)

سبق...... غصہ بہت بری چیز ہے یہ شیطان کیلئے مدد و معاون ہے۔ انسان غصہ میں آجائے تو غصہ بھی چونکہ ایک آگ ہے اس لئے آگ آگ کی طرف لپکتی ہے اور اُسے اپنے ساتھ ملا لیتی ہے اور اس طرح غصہ میں آکر انسان شیطان کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے کہ

ان الغضب من الشیطان و ان الشیطان خلق من النار وانما یطفاء النار بالمآء فاذا غضب احدکم فلیتوضا (مشکوٰۃ شریف)

غصہ شیطان سے ہے اور شیطان آگ سے ہے اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے۔ پس تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کرے۔

اسی صفحہ کی دوسری حدیث میں فرمایا، جسے غصہ آجائے تو وہ اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ پھر بھی غصہ نہ ٹلے تو زمین پر لیٹ جائے۔

مطلب یہ ہے کہ غصہ آگ ہے اور بیٹھ یا لیٹ جانے سے مٹی کے ساتھ لگ کر اس آگ کو بجھا لیا جائے۔

شیطان اور اس کے پانچ گدھے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک روز شیطان کو دیکھا کہ پانچ گدھے ہانکے لئے جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ کہنے لگا، یہ سوداگری کا مال ہے۔ مَیں انہیں بیچنا چاہتا ہوں۔ فرمایا یہ تو بتاؤ کہ یہ مال ہے کیا؟ کہنے لگا، ظلم، تکبر، حسد، خیانت، مکر۔ ظلم تو میں بادشاہوں کے ہاتھ بیچتا ہوں اور تکبر گاؤں کے چوہدریوں کے ہاتھ اور حسد قاریوں کے ہاتھ، خیانت سوداگروں کے ہاتھ اور مکر عورتوں کے ہاتھ بیچتا ہوں۔ (نزہۃ المجالس، جلد ۲ صفحہ ۹)

سبق...... ظلم و تکبر، حسد و خیانت اور مکر پانچوں چیزیں شیطانی مال ہیں۔ ہر مسلمان کو ان سے بچنا چاہئے۔ خوش قسمت ہیں وہ بادشاہ جو شیطان کے ہاتھوں ظلم نہیں خریدتے اور عدل و انصاف کرتے ہیں۔ اور بڑے ہی ناعاقبت اندیش ہیں وہ بادشاہ جو شیطان کے اس مال کو خوشی سے خریدتے ہیں۔ آج کل مغربی تہذیب نے تو شیطان کے اس ظلم والے پورے گدھے کو خرید لیا ہے نہتوں اور بے گناہوں پر چڑھ دوڑنا اور ان پر بم برسانا اسی گدھے کی دولتیاں ہیں۔ وہ چوہدری حضرات بھی خوش قسمت ہیں جو شیطان کے مال' تکبر کو نہیں خریدتے اور تواضع اور انکسار سے رہتے ہیں۔ اور جو لوگ شیطان کے اس مال یعنی تکبر کو خرید کر اکڑ گئے ہیں وہ بڑے ہی ناعاقبت اندیش ہیں۔ کیونکہ اکڑ اللہ کو بڑی ناپسند ہے۔ فرعون و شداد نمرود وغیرہ کو اسی اکڑ نے جکڑا اور عذاب الٰہی نے انہیں آ پکڑا۔

وہ قاری حضرات بھی خوش قسمت ہیں جو حسد کے جال میں نہیں جاتے اور ایسے سوداگر بھی بڑے خوش نصیب ہیں جو شیطان کے مال' خیانت کے گاہک نہیں اور دیانت داری سے اپنی تجارت کرتے ہیں۔ اور وہ عورتیں بھی بڑی پاکباز ہیں جو شیطان کے مال' مکر کی خریدار بن کر مکر کرنے والی نہیں ہیں۔ بلکہ رابعہ بصری کی طرح' ذکر و فکر' کرنے والی ہیں۔

جو لوگ شیطان کے ان پانچوں گدھوں کے مال کے گاہک بن گئے ہیں، سچ پوچھئے تو وہ بڑے بدنصیب ہیں اور برائے نام انسان ہیں۔ حقیقت میں گدھے ہی ہیں۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو شیطان کے ان گدھوں سے دور رہ کر شیطان کے گدھوں کی دولتیوں سے اپنے آپ کو بچا کر اپنے دین وایمان کو ثابت و محفوظ رکھتے ہیں۔

شیطان کے پانچ بچے

زید ابن مجاہد سے روایت ہے کہ شیطان کے پانچ بچے ہیں جن میں سے ہر ایک کو ایک کام پر جس کا اس نے حکم کیا ہے مقرر کر رکھا ہے ان پانچوں کے نام یہ ہیں: ثبر، اعور، مسوط، واسم، زکنبور۔

ثبرؔ کے ذمہ مصیبتوں کا کاروبار ہے جن میں لوگ ہائے وائے اور واویلا کرتے ہیں اور گریبان پھاڑتے ہیں اور منہ پر طمانچے مارتے ہیں اور ایامِ جاہلیت کے سے نوحے بیان کرتے ہیں۔ اور اعورؔ زنا کا حاکم ہے لوگوں کو زنا کا مرتکب کراتا ہے اور اسے اچھا کر کے دکھاتا ہے۔ اور مسوطؔ اس کذب و دروغ پر مامور ہے جسے لوگ کان لگا کر سنیں۔ ایک انسان سے وہ ملتا ہے اور اسے جھوٹی خبر دیتا ہے وہ شخص لوگوں کے پاس آ کر کہتا ہے کہ میں نے ایک انسان کو دیکھا جس کی صورت پہچانتا ہوں مگر نام نہیں جانتا مجھے ایسا ایسا کہتا تھا۔ اور واسمؔ کا کام یہ ہے کہ آدمی کے ساتھ اس کے گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر والوں کے عیب اس کو دکھاتا ہے اور اس کو اُن پر غضب ناک کرتا ہے۔ اور زکنبورؔ بازار کا مختار ہے۔ بازار میں آ کر اپنا جھنڈا گاڑتا ہے اور فتنہ و فساد پیدا کرتا ہے۔

(تلبیس ابلیس، صفحہ ۴۱)

سبق...... شیطان کے ان پانچ بچوں سے بھی بچنا چاہئے۔ مصیبت کے وقت صبر نہ کرنا اور جزع فزع کرنا، جھوٹ بولنا، جھوٹ پھیلانا اور گھر والوں سے ناحق لڑنا بھڑنا اور زنا جیسی بری بات کا ارتکاب کرنا اور بازاروں میں بیٹھ کر شر و فساد پھیلانا سب شیطان کے بچوں کے کھیل ہیں۔ جو دانا ہیں وہ ان شیطانی بچوں کے جال میں نہیں پھنستے۔ اور جو لوگ شیطان کے بچوں کے قابو میں آ گئے وہ لاکھ اپنے آپ کو دانا کہیں، پڑھا لکھا کہیں اور ترقی یافتہ کہیں، حقیقت میں وہ بڑے بے وقوف ہیں، جاہل ہیں اور پستی یافتہ ہیں کیونکہ وہ بچوں کے چنگل میں پھنس گئے ہیں۔ ایسے لوگ خود ہی بچے اور نادان ہیں، عقل کے خام ہیں، عقل اور عقل میں پختگی دین سے پیدا ہوتی ہے لہٰذا اس قسم کے بچپنے سے بچنے کیلئے دین سیکھنا چاہئے اور دین کی صحبت اختیار کرنی چاہئے ورنہ شیطان کے بچوں سے بچنا مشکل ہے۔

شیطان کا پوتا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایک روز ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تہامہ کی ایک پہاڑی پر بیٹھے تھے کہ اچانک ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لئے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ حضور نے جواب دیا اور فرمایا، اس کی آواز جنوں کی سی ہے۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا، تو کون ہے؟ اس نے عرض کیا، میں جن ہوں میرا نام ہامہ ہے بیٹا ہیم کا۔ اور ہیم بیٹا لاقیس بیٹا ابلیس کا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو گویا تیرے اور شیطان کے درمیان صرف دو پشتیں ہیں۔ پھر فرمایا، اچھا یہ بتاؤ تمہاری عمر کتنی ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! جتنی عمر دنیا کی ہے اتنی ہی میری ہے، کچھ تھوڑی سی کم ہے۔ حضور! جن دنوں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا، ان دنوں میں کئی برسوں کا بچہ ہی تھا مگر بات سمجھتا تھا اور پہاڑوں میں دوڑتا پھرتا تھا اور لوگوں کا کھانا وغلہ چوری کرلیا کرتا تھا اور لوگوں کے دلوں میں وسوسے بھی ڈال لیا تھا کہ وہ اپنے خویش واقرباء سے بدسلوکی کیا کریں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تب تو تم بہت برے ہو۔ اس نے عرض کی حضور! مجھے برا نہ فرمایئے اور ملامت نہ کیجئے اس لئے کہ اب میں حضور کی خدمت میں توبہ کرنے کی نیت سے حاضر ہوا ہوں۔ یا رسول اللہ! میں نے نوح علیہ السلام سے ملاقات کی ہے اور ایک سال تک ان کے ساتھ ان کی مسجد میں رہا ہوں۔ اس سے پہلے میں ان کی بارگاہ میں بھی توبہ کر چکا ہوں۔ حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہم السلام کی صحبتوں میں بھی رہ چکا ہوں اور ان سے تورات سیکھی ہے اور ان کا سلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچایا ہے اور اے نبیوں کے سردار! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اگر تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کرے تو میرا سلام ان کو پہنچانا۔ سو حضور! اب میں اس امانت سے سبکدوش ہونے کو حاضر ہوا ہوں اور یہ بھی آرزو ہے کہ آپ اپنی زبانِ حق ترجمان سے مجھے کچھ کلام اللہ تعلیم فرمایئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُسے سورہ مرسلات، سورہ عم یتساءلون، اخلاص اور معوذتین اور اذا الشمس تعلیم فرمائیں اور یہ بھی فرمایا، اے ہامہ! جس وقت تمہیں کوئی احتیاج ہو پھر میرے پاس آجانا اور ہم سے ملاقات نہ چھوڑنا۔ (خلاصۃ التفاسیر صفحہ ۱۷۰)

سبق...... ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رسول الثقلین اور رسول الکل ہیں۔ جن وانس حضور کے غلام ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کے نصیب اچھے ہوں وہ اگر شیطان کی اولاد میں سے بھی ہو تو ہدایت پا سکتا ہے جیسے کہ ہامہ۔ جو شیطان کا پوتا تھا لیکن ہدایت پا گیا اور اگر نصیب ہی برے ہوں تو نوح علیہ السلام کے بیٹے کی طرح وہ ہدایت نہیں پاتا۔ یہ خدا تعالیٰ کی شان بے نیازی ہے کہ یخرج الحی من المیت چاہے تو مردے سے زندہ پیدا کردے جیسے شیطان کا پوتا اور چاہے تو یخرج المیت من الحی زندہ سے مردہ پیدا کردے جیسے نوح علیہ السلام کا بیٹا۔

شیطان خواب میں

ایک شخص سوتے میں اپنے بستر پر پیشاب کردیا کرتا تھا اس کی بیوی نے کہا، کم بخت! یہ تجھ کو کیا ہوگیا کہ ہر روز بستر پر پیشاب کردیتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں خواب میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ مجھ کو سیر کیلئے لے جاتا ہے اور جب مجھ کو حاجت ہوتی ہے کسی جگہ پر بٹھا کر کہتا ہے، پیشاب کرلے میں پیشاب کردیتا ہوں بیوی نے کہا کہ شیطان تو جنات میں سے ہے اور جنوں کو بڑے تصرفات دیئے گئے ہیں آج رات اس سے کہنا کہ ہم بڑی غربت میں رہتے ہیں ہم کو کہیں سے روپیہ دِلا دے۔ خاوند نے کہا اچھا آج اگر خواب میں آگیا تو یہی کہوں گا۔ حسبِ معمول شیطان پھر خواب میں آیا تو اُس نے کہا، میاں تم روز مجھے پریشان کرتے ہو میری ایک بات سن لو۔ ہم بڑے فقر و فاقہ میں رہتے ہیں۔ ہمیں کہیں سے بہت سا روپیہ دلا دے۔ شیطان نے کہا تم نے پہلے کیوں نہ بتایا روپیہ بہت! چل میرے ساتھ چنانچہ شیطان اُسے ایک جگہ لے گیا۔ وہاں روپوں کا بہت سا ڈھیر لگا ہوا تھا شیطان نے کہا جتنا چاہو اُٹھالو۔ اس نے چادر بچھائی اور ایک بہت بڑی روپوں کی گٹھڑی بنائی اُسے اٹھانے لگا تو وہ اسقدر بھاری تھی کہ بیچارے کا پاخانہ نکل گیا جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بستر پر پاخانہ تو موجود ہے مگر روپیہ کا پتا بھی نہیں۔ (ماہ طیبہ، ستمبر ۱۹۷۱ء)

سبق...... یہ عالم ایک خواب و خیال ہے اور مال دنیا ایک پاخانہ ہے اس وقت ہم خوابِ غفلت میں ہیں اور شیطان ہمارے دل میں مالِ دنیا کے جمع کرنے کی ہوس پیدا کرکے ہمیں اس بار کے نیچے دبا رہا ہے۔ اس وقت تو ہم شیطان کے اس داؤ سے بڑے خوش ہیں لیکن جب آنکھ کھلے گی یعنی موت آئے گی اس وقت معلوم ہوگا کہ مال دنیا تو ندارد اور پاخانہ یعنی گنہ موجود ہے پس ہمیں شیطان کے اس داؤ سے بھی بچنے کیلئے آنکھیں کھولنی چاہئیں اور خوابِ غفلت چھوڑنی چاہیئے۔

شیطان اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو خواب میں حکمِ حق ہوا کہ اپنا بیٹا خدا کی راہ میں قربان کرو۔ یہ خواب حضرت ابراہیم نے متواتر تین رات دیکھا اور حضرت ابراہیم حکمِ حق پا کر اپنا لختِ جگر اللہ کی راہ میں قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔ چنانچہ تیسری صبح کو حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل کی والدہ کو کہا کہ اسماعیل کو نہلا کر عمدہ کپڑے پہناؤ۔ بالوں میں تیل ڈال کر کنگھی کرو۔ میں اسے ایک بہت بڑے سخی کے ہاں لے جاؤں گا۔ حضرت ہاجرہ نے ایسا ہی کیا۔ جب آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکلے تو شیطان بڑا گھبرایا اور ایک اچھی سی صورت کا بھیس بدل کر حضرت ہاجرہ کے پاس آیا اور کہنے لگا تمہیں معلوم بھی ہے کہ حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل کو کہاں لے گئے ہیں؟ کہا نہیں! کہنے لگا، اے ہاجرہ! وہ تو اُسے ذبح کرنے اور اس کی قربانی دینے کو لے گئے ہیں۔ ہاجرہ بولیں بھلا یہ کیوں؟ شیطان کے منہ سے نکل گیا کہ اُن کا گمان ہے کہ خدا تعالیٰ کا ان کو یہ حکم ہوا ہے۔ ہاجرہ بولیں اگر واقعی یہ بات ہے تو پھر تم روکنے والے کون؟ ہم اللہ کے حکم پر راضی ہیں۔ نکل یہاں سے کہ تو شیطان معلوم ہوتا ہے شیطان وہاں سے خائب و خاسر پلٹا اور پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس پہنچا اور کہنے لگا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے والد تمہیں کہاں لے جا رہے ہیں؟ حضرت اسماعیل نے فرمایا نہیں! کہنے لگا، تمہیں ذبح کرنے کیلئے لے جا رہے ہیں۔ حضرت اسماعیل نے بھی حیران ہو کر پوچھا کہ کیا باپ بھی بیٹے کو ذبح کر سکتا ہے؟ تو شیطان کے منہ سے یہاں بھی وہی بات نکل گئی کہ تمہارے باپ کو خدا کا یہ حکم ہوا ہے۔ حضرت اسماعیل نے بھی فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو ہم خدا کے حکم کے آگے سرِ خم ہیں، تو روکنے والا کون؟ ملعون تو شیطان معلوم ہوتا ہے۔ شیطان یہاں سے بھی خائب و خاسر لوٹا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور آپ کو بھی پھسلانا چاہا اور کہنے لگا جناب! آپ کیوں خواب کے پیچھے لگ کر اپنا بیٹا قربان کرنے کو تیار ہو گئے ہیں۔ خواب میں تو شیطان نے آپ کو یہ حکم دیا ہے، خدا نے نہیں۔ حضرت ابراہیم نے بھی پہچان لیا کہ یہ مردود خود ہی شیطان ہے اور فرمایا نکل ملعون یہاں سے اور دور ہو جا میرے نزدیک سے۔ میں اپنے اللہ کے حکم کو ضرور پورا کروں گا۔ شیطان وہاں سے بھی خائب و خاسر لوٹا اور اس نے جان لیا کہ ان تینوں پاکباز حضرات کے سامنے میری دال نہیں گلے گی۔ (نزہۃ المجالس، جلد ا صفحہ ۱۴۲)

سبق......شیطان کو جہاں نماز، روزہ اور حج و زکوٰۃ سے عداوت ہے وہاں اسے اللہ کی راہ میں قربانی دینا بھی بہت گراں گزرتا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ اللہ کے بندے اس کی راہ میں قربانی دیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کا حکم پا کر اپنے بیٹے کی قربانی دینے کو تیار ہو گئے اور اپنے بیٹے کی گردن پر رضائے حق کیلئے چُھری چلا دی اور اللہ نے ان کی یہ قربانی منظور و مقبول فرماتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جنت کا مینڈھا بھیج دیا اور بجائے اسماعیل علیہ السلام کے وہ ذبح ہو گیا۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت پر حضرت ابراہیم کی یہ سنت لازم کر دی گئی اور مسلمان اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کہ یہ قربانی

سنۃ ابیکم ابراھیم ط تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے ہر سال جانوروں کی قربانی دیتے ہیں۔ مسلمانوں کی یہ قربانی دیکھ کر شیطان ملعون آج بھی یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ مسلمانو! ہر سال لاکھوں روپے قربانیوں پر خرچ کر کے کیوں اپنا نقصان کرتے ہو؟ یہ روپیہ تم بچاتے کیوں نہیں؟ کسی قومی وملی فنڈ میں اسے کیوں خرچ نہیں کرتے۔ اس قسم کی آوازوں سے وہ مسلمانوں کو قربانی سے روکنا چاہتا ہے لیکن یہ ملعون جس طرح ہمارے باپ حضرت ابراہیم کی جناب سے خائب و خاسر لوٹا تھا اسی طرح حضرت ابراہیم کے سچے فرزند آج بھی اس کی اس آواز پر کان نہیں دھرتے اور اپنے مولا کی رضا میں قربانی دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ پیغمبر کا خواب ہمارے خواب کی طرح نہیں ہوتا جس کا کوئی اعتبار نہ ہو بلکہ پیغمبر کا خواب عین حقیقت ہوتا ہے مثلاً ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، خواب میں مَیں نے دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور مجھے سونپ دی گئیں۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۵۰۴)

تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ خواب بھی عین حقیقت ہے اور واقعی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں سونپ دی گئیں ہیں اور حضور زمین کے خزائن کے باذن اللہ مالک ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں تیرا میرا

جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب بالکل حقیقت تھا مگر شیطان نے یہ کہہ کر پھسلانا چاہا تھا کہ خواب کا کیا اعتبار! آپ کیوں خواب کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ اسی طرح آج اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمین کے خزانوں کا مالک ہونا خواب کی بات بتائے اور کہے کہ خواب کا کیا اعتبار! تو یہ کہنا بھی وہی شیطان کی بات ہوگی۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ شیطان کی بات پر کان نہ دھرے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین کے خزانوں کا باذن اللہ مالک سمجھے۔

حکایت نمبر ۲۶۴

شیطان کی شکست

ایک رات شیطان کا لشکر جنگل کی نالیوں اور پہاڑوں کی گھاٹیوں سے نکل کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ آور ہو گئے۔ ایک شیطان اپنے ہاتھ میں آگ کا شعلہ لئے ہوئے تھا اس نے چاہا کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو جلادے اتنے میں حضور کے پاس جبریل امین حاضر ہوئے اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ دعا پڑھئے:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمِنْ شَرِّ مَا یَعْرُجُ فِیْھَا وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ طَارِقٍ اِلاَّ طَارِقٍ یطْرُقُ بِخَیْرٍ یَا رَحْمَانُ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا پڑھی تو پڑھتے ہی شیاطین کی آگ بجھ گئی اور خدا نے شیطان کو شکست دے دی۔ (تلبیس ابلیس، ص ۲۴)

سبق...... شیطان ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ دشمن ہے اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درپے آزار رہتا ہے لیکن ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانِ انور سے جو دعا بھی نکلتی ہے، اس کیلئے وہ پیامِ موت ہے۔ شیطان آج بھی حضور کے غلاموں پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ حضور کے غلاموں کو چاہئے کہ وہی حضور والی دعا پڑھ کر سویا کریں تا کہ شیطان کے حملہ سے وہ محفوظ رہیں۔

حکایت نمبر ۴۷

شیطان بشکل شیخ نجدی

ایک رات مکہ معظمہ کے بڑے بڑے کافر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی کوئی اسکیم تیار کرنے کیلئے ایک بند مکان میں جمع ہوئے اور حضور کے خلاف اپنے اپنے مشورے دینے لگے اور سوچنے لگے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کس طرح شہید کیا جائے۔ اتنے میں شیطان بھی ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں وہاں آ پہنچا اور دروازہ پر آواز دی کہ لوگو! دروازہ کھولو۔ انہوں نے پوچھا، تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ شیطان نے جواب دیا: من شیخم از ملک نجد آیم و دریں مشورہ باشما شریکم میں ملک نجد کا ایک شیخ ہوں اور اس (حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے قتل کے مشورہ میں مَیں بھی تمہارا شریک ہوں۔ (غیاث اللغات، صفحہ ۳۹۳)

سبق...... شیطان ملعون ہر اس مجلس و اجتماع میں جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات اور آپ کے احکام و ارشادات کے خلاف سازشیں کی جائیں' شریک ہوتا ہے۔ لیکن جو مجلسیں اور محفلیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کرنے اور آپ سے محبت رکھنے اور آپ کی اتباع کرنے کی تاکید کیلئے منعقد کی جائیں' ایسی محفلوں میں وہ شریک نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان نے جو اپنے آپ کو شیخ نجدی بتایا اور یوں کہا کہ 'من شیخم از ملک نجد آیم' میں ایک شیخ ہوں جو ملک نجد سے آیا ہوں، کسی دوسرے ملک کا نام نہیں لیا کہ عراق سے آیا ہوں یا یمن سے آیا ہوں۔ بلکہ صرف ملک نجد کا نام لیا۔ صرف اس لئے کہ نجد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دشمنی پائی جاتی تھی اور وہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن رہتے تھے۔ شیطان نے اپنے آپ کو شیخ نجدی بتا کر گویا بتا دیا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہوں' دوست نہیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو شیطان کبھی نجدی بن کر نہ آتا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اُسی رات سے جس رات یہ ملعون نجدی بوڑھے کی شکل میں آیا تھا، اس کا لقب شیخ نجدی پڑ گیا ہے۔ چنانچہ صاحبِ غیاث اللغات نے لکھا ہے کہ

شیخ نجدی لقب شیطان است (صفحہ ۳۹۳)

شیطان اور قرآن

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کھانا کھا رہا تھا۔ اُسے کھانا کھاتے ہوئے بسم اللہ پڑھنی یاد نہ رہی اور وہ بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا کھاتا رہا حتیٰ کہ آخری لقمہ کے وقت اسے یاد آیا کہ میں نے بسم اللہ نہیں پڑھی چنانچہ اس نے آخری لقمہ اُٹھاتے وقت کہا:

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ اٰخِرَهٗ

یعنی کھانے کے اوّل و آخر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اُس نے اتنا کہا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہنس پڑے اور پوچھنے پر فرمایا کہ اس شخص نے کھانا کھاتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی تھی تو شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگیا تھا اور اس کے ساتھ مل کر کھانا کھاتا رہا تھا لیکن جب آخر میں اس نے بسم اللہ پڑھ لی تو میں نے دیکھا کہ شیطان نے جو کچھ کھایا تھا اس نے اپنے پیٹ سے اس کی قے کر ڈالی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۳۵۷)

سبق...... کھانا کھاتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور پڑھ لینی چاہئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کھانا کھاتے وقت بسم اللہ نہ پڑھنے سے شیطان شریکِ طعام ہو جاتا ہے اور بسم اللہ پڑھ لینے سے شیطان شریکِ طعام نہیں ہوسکتا۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ آدمی اپنے گھر جائے تو گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھ لے تو شیطان اپنے لشکر سے کہتا ہے کہ اب اس گھر میں نہ تم رات رہ سکتے ہو اور نہ یہاں سے کھانا کھا سکتے ہو۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۳۵۵)

یہ بھی معلوم ہوا کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بھی قرآن کی ایک آیت ہے تو گویا جس کھانے پر قرآن پڑھ لیا جائے، شیطان اس کھانے کے قریب بھی نہیں آتا اور قرآن سے شیطان اتنا ڈرتا ہے کہ قرآن پڑھے ہوئے کھانے سے بھاگتا ہے اور اگر کھا بھی لے تو قرآن کا نام سن کر وہ کھانا اس کے پیٹ میں نہیں رہ سکتا اور قے کر دیتا ہے۔

حکایت نمبر ۴۹ **شیطان اور ایک لڑکی**

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کھانا کھاتے وقت ہم اس وقت تک کھانا نہ کھاتے جب تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شروع نہ فرمالیں۔ ایک روز ہم ایک دعوت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ گئے کھانا چنا گیا تو ایک چھوٹی لڑکی آئی اور اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھایا۔ حضور نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ایک اعرابی آیا اس نے بھی جلدی سے اپنا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھایا۔ حضور نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ لیا اور پھر فرمایا، شیطان چاہتا ہے کہ کھانا بغیر بسم اللہ پڑھنے کے کھایا جائے تاکہ وہ بھی ساتھ شریک ہوسکے چنانچہ وہ اس لڑکی کے ساتھ آیا تاکہ بغیر بسم اللہ پڑھے کے کھانا شروع کر دیا جائے۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر اس اعرابی کے ساتھ آیا میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔ اُس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھی اور کھانا شروع فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۳۶۰)

سبق...... شیطان اللہ کے نام سے بہت ڈرتا ہے جو کام اللہ کا نام لے کر شروع کیا جائے اس میں شیطان کا دخل نہیں رہتا اس لئے شیطان چاہتا ہے کہ لوگ کوئی کام بھی کریں تو اللہ کا نام نہ لیں۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ شیطان کو دور رکھنے کیلئے کھانا کھائیں، پانی پئیں یا کوئی اور کام کریں تو بسم اللہ پڑھ لیا کریں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دِلوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بڑا ادب واحترام تھا کہ جب تک حضور کھانا شروع نہ فرماتے وہ کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے تھے۔ پس ہمارے دلوں میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب ہونا چاہئے۔ اگر ادب نہ رہا تو جان لیجئے کہ کوئی نیک عمل باقی نہ رہے گا اور سب کچھ ضائع ہو جائے گا۔

حکایت نمبر ۵۰ **شیطان اور حضرت عمر** رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے تو ایک عورت نے حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں نے نذر مانی تھی کہ آپ میدانِ جہاد سے بخیریت واپس تشریف لائیں گے تو میں آپ کے سامنے دَف بجاؤں گی اور گاؤں گی۔ حضور نے فرمایا، اگر تم نے نذر مانی تھی تو بجاؤ ورنہ نہیں۔ اس عورت نے کہا حضور! میں نے نذر مانی تھی اور پھر دف بجانا شروع کر دی۔ اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے وہ عورت دف بجاتی رہی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے وہ پھر بھی بجاتی رہی۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے وہ پھر بھی بجاتی رہی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو اس عورت نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے ہی دف کو اپنی رانوں کے نیچے چھپا لیا اور خود دف کے اوپر بیٹھ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عمر! میرے بیٹھے ہوئے یہ دف بجاتی رہی لیکن تم کو دیکھ کر اس نے دف بجانا چھوڑ دی۔

ان الشیطان یخاف منک یا عمر (مشکوٰۃ شریف، صفحہ ۵۵)

اے عمر! شیطان تم سے ڈرتا ہے۔

سبق...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ رُعب و دبدبہ ہے کہ شیطان بھی ان سے ڈرتا ہے اور اب بھی وہ حضرت عمر کا نام سن لے تو کانپ اُٹھتا ہے۔ دف بجانے والی عورت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے دف بجاتی رہی، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو بھی بجاتی رہی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو بھی بجاتی رہی، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو بھی بجاتی رہی اور جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو ڈر گئی اور دف کا بجانا چھوڑ کر دف کو چھپا دیا۔

محدثین کرام نے یہاں ایک بڑی ایمان افروز بات لکھی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اس حدیث میں تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی بڑھا دیا گیا ہے کہ حضور کی موجودگی میں تو دف بجتی رہی اور حضرت عمر آئے تو شیطان ڈر گیا اور دف بجنا بند ہو گئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی نہتا بیٹھا ہو اس کے ہاتھ میں لکڑی نہ ہو تو کُتا بے خوف اس کے پاس بیٹھا رہے گا لیکن جب وہ آدمی اپنی لکڑی منگوالے گا اور اس کی لکڑی لے آئے جائے گی تو کتا اس لکڑی کو دیکھ کر ایک دم بھاگ اُٹھے گا تو کیا لکڑی اس آدمی سے بڑھ گئی؟ کہ کتا اس آدمی سے تو نہ ڈرا اور بیٹھا رہا لیکن جب لکڑی آتی دیکھی تو بھاگ اُٹھا۔ نہیں یہ بات نہیں! یہ بھی دراصل اس لکڑی والے ہی کا رُعب ہے۔ کتے نے جب دیکھا کہ آدمی نہتا ہے تو بیٹھا رہا اور جب لکڑی آ گئی تو ڈر گیا کہ اب یہ آدمی نہتا نہیں رہا اس کی لکڑی آ گئی ہے اب میری خیر نہیں تو اس لکڑی کا سارا رعب دراصل لکڑی والے کا رعب ہے۔ یہ رعبِ عمر بھی دراصل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا رعب ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مختار ہیں شریعت کے کسی حکم سے جسے چاہیں مستثنیٰ فرما لیں آپ کو اختیار ہے آپ نے اس عورت کو دف بجانے کی اجازت دے دی، جب اجازت دے دی تو اس کیلئے جائز ہو گئی۔

شیطان اور روپیہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ٹکسال میں جب پہلا روپیہ ڈھالا گیا تو شیطان نے اس کو لے کر بوسہ دیا اور اس کو اپنی آنکھوں پر اور ناف پر رکھ کر کہا کہ تیرے ذریعے سے میں سرکش بناؤں گا اور تیری بدولت کافر بناؤں گا۔ میں فرزندِ آدم سے اس بات سے خوش ہوں کہ روپیہ کی محبت کی وجہ سے میری اطاعت کرتا ہے۔ (تلبیس ابلیس، صفحہ ۴۵۵)

سبق......شیطان کے پھانسنے کا سب سے بڑا جال یہ روپیہ پیسہ ہے۔ اس کے ذریعے سے یہ بڑوں بڑوں کو پھانس لیتا ہے۔ رشوت، خیانت، سود، سمگلنگ اور چوری ڈکیتی وغیرہ جتنے جرائم ہیں شیطان اسی روپیہ کی بدولت ان کا ارتکاب کراتا ہے حتیٰ کہ اس کے ذریعے یہ کفر بھی کرالیتا ہے۔ ناعاقبت اندیش اور شیطان کے پجاری روپیہ بٹورنے اور بچانے کیلئے جھوٹی قسمیں کھالیتے، جھوٹی شہادتیں دیتے اور جھوٹے دعوے دائر کردیتے ہیں۔ ایسے لوگ دین و مذہب عاقبت اور ایمان کی پروا نہیں کرتے بس یہ چاہتے ہیں کہ روپیہ ملے۔ روپیہ کی لالچ میں عاقبت تو برباد کر ہی لیتے ہیں۔ لیکن یہ روپیہ بھی پھر پاس نہیں رہتا اور دنیا بھی برباد ہو جاتی ہے۔ اور وہ خسر الدنیا و الاخرۃ کا مصداق بن جاتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو شیطان کے اس داؤ سے بھی ہوشیار رہنا چاہیے۔ روپیہ پیسہ دائرۂ شریعت میں رہ کر جتنا ہو سکے حاصل کیجئے۔ لیکن اس دائرہ سے نکل کر جو روپیہ بھی ملے گا وہ شیطان کا جال ہوگا اور دین و دنیا کی بربادی کا باعث۔

شیطان اور انگور کا درخت

حضرت آدم علیہ السلام نے جب ترش انگور کا درخت لگایا تو شیطان نے اس پر مور کو ذبح کیا اور جب اُس پر پتے پھوٹے تو بندر کو ذبح کر کے ڈال دیا اور جب پھل لایا تو شیر کو اور جب پھل پک گیا تو اس پر سور کو ذبح کر کے ڈال دیا۔ یہی وجہ ہے کہ شراب جو ترش انگوروں سے بنتی ہے کے بننے والے شرابی میں ان جانوروں کے اوصاف نمایاں ہوتے ہیں۔ مثلاً شراب پیتے وقت اس کا رنگ مور کے نقش و نگار کی طرح دمکنے لگتا اور چمکدار ہو جاتا ہے اور جب نشہ کی ابتداء ہوتی ہے تو بندر کی طرح بے شرمی اور بے ہودہ حرکتیں ظاہر کرنے لگتا ہے اور جب نشہ میں قوت و شدت پیدا ہو جاتی ہے تو شیر جیسے حصہ میں جھلا اٹھتا ہے اور پھر سور کی طرح بے خبر ہو کر سو جاتا ہے۔ (نزہۃ المجالس، جلد ۲ صفحہ ۳۳)

سبق...... شراب بہت بری چیز ہے۔ اس کی تیاری میں شیطان کا بہت دخل ہے۔ اس نے شرابی کو اپنی مثل بنانے کیلئے شروع ہی میں ترش انگوروں میں ایسی تاثیر پیدا کرنے کی کوشش کی جس سے شرابی 'شیطان کا خود کاشتہ پودا' بن کر رہ جائے۔ شراب کے لفظ میں ہی 'شر' ہے۔ بلکہ ابتداء ہی اس کی شر سے ہے اور بشر اگر اس کو پینے لگے تو بشر میں بھی شر ہے۔ گویا شر پر شر، پھر شرابی کیوں نہ سراپا شر بن جائے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ شیطان کے اس ایثار کردہ مشروب سے بچیں اور اسے پی کر اپنی عاقبت کے ساتھ اپنی دنیا بھی برباد نہ کریں۔

شیطان اور آج کل کا دور

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک روز شیطان نظر آیا۔ میں نے اس سے گفتگو کی تو اس نے مجھ سے کہا، یا حضرت! کیا بتاؤں ایک زمانہ وہ تھا کہ میں لوگوں سے ملتا تھا تو میں اُن کو تعلیم دیتا تھا۔ اور اب تو یہ حالت ہے کہ لوگوں کو ملتا ہوں تو وہ مجھے تعلیم دیتے ہیں۔ (تلبیس ابلیس، صفحہ ۴۸)

سبق......آج کل کی چالاکیوں، عیاریوں، فریب کاریوں، دھوکا دہی اور مکاریوں کو دیکھ کر شیطان بھی حیران ہے اور سوچتا ہے کہ یہ کیسا دور آ گیا ہے، جس میں میرے استاد بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ یہاں میرے دو شعر سنئے ؎

فساد و فتنہ و فسق و فجور و فن و فحاشی
ترقی یافتہ یورپ تو اس 'ف' کا ڈپو نکلا
جو دیکھی چار سو ہیں آج کل انسان کی شیطان نے
تو بول اُٹھا کہ یہ انسان تو میرا بھی گرو نکلا

شیطان کی انگلی

ایک شخص نے شیطان کو دیکھا جو اپنی اُنگلی اُٹھائے جا رہا تھا۔ اس شخص نے شیطان سے کہا کہ تم یہ اپنی انگلی اٹھائے ہوئے کیوں جا رہے ہو؟ شیطان نے کہا، میں اپنی انگلی سے بھی بڑا کام نکالتا ہوں۔ یہ جو لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے اور فتنہ وفساد کرتے ہیں، انگلی کا کھیل ہوتا ہے۔ اس شخص نے کہا، یہ بات کیسے ہوسکتی ہے۔ شیطان نے کہا، چلو میں تم کو دکھاؤں۔ یہ سامنے جو شہر ہے اسے میری یہ انگلی تھوڑی دیر میں تباہ وبرباد کردے گی، میں صرف اپنی یہ انگلی لگاؤں گا۔ اس کے بعد لڑنا بھڑنا، قتل وغارت خود ہی شروع کردیں گے۔ یہ بات کہہ کر شیطان شہر کے اندر آیا۔ بڑے بازار میں ایک حلوائی مٹھائی بنانے کیلئے چینی کو گھول کر اُس کا شیرہ بنانے کیلئے اُسے بڑے برتن میں گرم کررہا تھا۔ شیرہ اُبل رہا تھا۔ شیطان نے کہا، اب دیکھنا میری انگلی کیا کام کرنے لگی ہے۔ شیطان نے شیرہ میں اپنی انگلی ڈال کر تھوڑا سا شیرہ نکالا اور اُسے دیوار پر چپکا دیا۔ اسکے بعد شیطان نے کہا اب دیکھو یہ شہر تباہ ہونے والا ہے۔ اس دیوار پر لگے ہوئے شیرہ پر مکھیاں آ بیٹھیں۔ مکھیوں کا انبوہ دیکھ کر ایک چھپکلی ان مکھیوں پر جھپٹنے کیلئے دیوار پر نمودار ہوئی۔ حلوائی کی ایک بلی تھی۔ اس بلی نے چھپکلی کو دیکھا تو وہ چھپکلی پر جھپٹنے کو تیار ہوگئی۔ دو فوجی بازار سے گزر رہے تھے۔ ان کے ساتھ اُن کا کتا بھی تھا۔ کتے نے بلی کو دیکھا تو کتے نے ایک دم بلی پر حملہ کردیا۔ بلی بھاگنے کیلئے اُچھلی تو اچانک اُبلتے ہوئے شیرہ میں جا گری اور مرگئی۔ حلوائی نے اپنی بلی کو مرتے دیکھا تو اُس نے کتے کو مار ڈالا۔ فوجیوں نے اپنا کتا مرتا دیکھا تو اُنہوں نے حلوائی کو مار ڈالا۔ حلوائی کے عزیزوں کو پتا چلا تو انہوں نے فوجیوں کو مار ڈالا۔ فوج کو جب اپنے دو فوجیوں کے مارے جانے کا علم ہوا تو ساری فوج نے آکر شہر کو تہس نہس کردیا۔

شیطان نے کہا دیکھا جناب! میری اُنگلی کا کرشمہ! میں نے صرف اپنی انگلی ہی لگائی تھی۔ اس کے بعد یہ لوگ لڑے مرے خود ہیں۔ (مغنی الواعظین، صفحہ ۱۷۰)

سبق...... ہر فتنہ وفساد اور شرارت کا محرک یہ شیطان ملعون ہے۔ یہ ملعون اپنی انگلی پر اپنے مریدین کو نچا رہا ہے۔ آجکل مغربی برتن میں جو نئی تہذیب کا 'شیرہ' تیار ہوا ہے۔ اس ملعون نے یہ شیرہ بھری انگلی جہاں بھی لگادی۔ سمجھ لیجئے وہیں فتنہ وفساد شروع ہوگیا۔ اس نئی تہذیب کے شیرہ پر عریانی وفحاشی کی مکھیاں جمع ہوتی ہیں اور کسی کونے سے فیشن کی چھپکلی بھی نکل آتی ہے اور پھر بدنگاہی کی بلی بھی نمودار ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد اغوا کا کتا بھی آجاتا ہے۔ پھر اس اجماع سے آپس میں مقدمہ بازیاں، لڑائیاں، قتل وغارت شروع ہوجاتا ہے اور شیطان خوش ہوجاتا ہے کہ میری انگلی کام کرگئی۔

شیطان اور فارس کا فاتح

ایران کے مغرب میں کردستان کا علاقہ ہے۔ قدیم ایام میں اسے اریا کہتے تھے۔ وہاں کے حکمران ضحاک نے فارس پر حملہ کردیا۔ بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی۔ مگر جمشید نے شکست کھائی اور مارا گیا۔ ضحاک نے فارس پر قبضہ کرلیا۔ اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس وقت تک انسانی گوشت کو آگ پر بھون کر اور معمولی نمک لگا کر کھالیا کرتے تھے۔ شیطان ایک انسان کے روپ میں ضحاک کے پاس آیا اور ایک مرغ کا گوشت نمک مرچ لگا کر اور مکھن میں بھون کر اُسے کھلایا۔ ضحاک بڑا خوش ہوا اور شیطان سے کہا مانگو کیا مانگتے ہو؟ شیطان آداب بجا لایا اور کہنے لگا، حضور میری دلی تمنا ہے کہ میں آپ کے دونوں کندھوں کو بوسہ دوں۔ ضحاک نے اس کی یہ درخواست منظور کرلی۔ شیطان نے اس کے دونوں کندھوں پر بوسہ دیا اور اس کے دونوں کندھوں پر دو سانپ نمودار ہوگئے اور اُسے کاٹنے لگے۔ ضحاک نے جراح کو بلا کر انہیں کٹوا دیا۔ مگر وہ دوبارہ پیدا ہوگئے۔ اتنے میں شیطان ایک حکیم کی صورت میں وہاں آگیا اور کہنے لگا، بادشاہ سلامت! یہ سانپ کٹوا دینے سے دور نہیں ہوں گے۔ آپ انہیں ہر روز ایک ایک آدمی کا مغز کھلا دیا کریں اور یہ آپ کو مطلق کوئی تکلیف نہیں دیں گے۔

اس کے بعد ہر روز دو آدمی سانپوں کی خوراک کیلئے قتل کئے جاتے تھے۔ ان دنوں ایران کے پایۂ تخت میں ایک لوہار رہتا تھا جس کا نام کادہ تھا۔ اُس کے بارہ بیٹے تھے۔ یکے بعد دیگرے وہ سب سانپوں کی نظر ہوگئے۔ کادہ کے رگ و پے میں بغاوت اور انتقام کے شعلے بھڑکنے لگے۔ اس نے اپنی دھونکنی کو چیر کر جھنڈا بنایا۔ مظلوم عوام اس جھنڈے تلے جمع ہوگئے اور انہوں نے ضحاک کے خلاف لڑائی لڑی۔ ضحاک مارا گیا اور عوام نے اطمینان کا سانس لیا۔ (اخبار مشرق لاہور۔ جشن ایران نمبر ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۰ء)

سبق......شیطان اپنا وار کرنے کیلئے انسانی روپ میں بھی آجاتا ہے۔ اس لئے مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　　پس نہ باید داد در ہر دست دست

یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان پھانسنے کیلئے دنیوی چٹپٹی چیزیں بھی کھلاتا ہے اور اسطرح اپنے شکار کو قابو کرلیتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان بظاہر خیر خواہ اور محب بن کر آتا ہے حتیٰ کہ چومنے بھی لگتا ہے لیکن اس کے پیار میں بھی شیطنت چھپی ہوتی ہے اور اس کا پیار ُمار' بن کر سامنے آجاتا ہے۔ اور پھر یہ ملعون خود ہی تکلیف دے کر خود ہی طبیب بن کر آجاتا ہے اور دوسرے رنگ میں تباہی و بربادی کا سامان مہیا کردیتا ہے۔ الغرض شیطان جس رنگ میں بھی آئے ہلاکت و بربادی ہی لے کر آتا ہے۔ جو اُس کے داؤ میں آگیا خود بھی تباہ و برباد ہوا اور دوسروں کیلئے بھی خطرہ بن گیا۔

حکایت نمبر ۵۶

ایک درزی

مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے کہ ایک درزی تھا۔ جو کپڑا چوری کرنے کا بڑا ماہر تھا۔ کوئی کپڑا اُسے سینے کیلئے دے جاتا تو وہ ضرور کسی نہ کسی بہانے سے کچھ کپڑا چرا لیتا۔ ایک روز ایک سپاہی شیخی میں آ گیا اور کہنے لگا درزی کی ایسی تیسی، مجھ سے زیادہ ہوشیار کون ہوگا۔ میں کوٹ کا کپڑا لے کر اُس کے پاس چلتا ہوں اور اُسے سینے کیلئے دیتا ہوں کہ وہ میرے سامنے کپڑا کاٹے۔ دیکھتا ہوں وہ کپڑا کیسے چراتا ہے۔ مجھ سے زیادہ ہوشیار درزی کا باپ بھی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ وہ سپاہی اپنی ہوشیاری و چالاکی کے زعم میں کوٹ کا کپڑا لے کر درزی کے پاس گیا اور اسے جا کر کہنے لگا، میاں درزی! یہ تمہاری دھوکہ دہی کا یہاں بڑا چرچا ہے۔ سنا ہے تم کسی نہ کسی بہانے کچھ کپڑا چرا لیتے ہو اور خبر تک نہیں ہونے دیتے۔ لیکن وہ کوئی اور ہوں گے جو تمہارے داؤ میں آ جاتے ہیں تم مجھ کو دھوکا نہیں دے سکتے۔ میں یہ کوٹ کا کپڑا لایا ہوں، اسے میرے سامنے کاٹو۔ دیکھتا ہوں تم اس میں سے کپڑا کیسے چراتے ہو۔

درزی بڑا ہوشیار تھا۔ اُس نے کہا بیٹھئے جناب! آپ کو کس کم بخت نے شبہ میں ڈال دیا۔ ساری عمر یہ کام کرتے گزر گئی، ایک گرہ تک کپڑے کی میں اپنے اوپر حرام سمجھتا ہوں۔ علاوہ ازیں کوئی بے وقوف ہو، تو اُسے دھوکا دے بھی دوں۔ مگر آپ جیسے زیرک و دانا شخص کو میرے جیسا نافہم آدمی دھوکا کیسے دے سکتا ہے؟

سپاہی نے کہا، اچھا یہ لو کپڑا اور میرے کوٹ کیلئے اسے میرے سامنے کاٹو۔ درزی نے کپڑا لیا اور قینچی پکڑی۔ ادھر سپاہی جم گیا اور اپنی نظر اس طرف رکھی۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ درزی بڑا مسخرہ اور ظریف تھا۔ اُسے ہنسانے کے سینکڑوں لطیفے یاد تھے۔ چنانچہ درزی نے سپاہی کو لطیفے سنانا شروع کیے۔ ایک لطیفہ ایسا سنایا، سپاہی اس قدر ہنسا کہ ہنستے ہنستے بے حال ہو گیا اور پیٹ پکڑ کر تھوڑی دیر کیلئے منہ کے بل جھک گیا جس وقت وہ نیچے جھکا، درزی نے فوراً ہی دو گرہ کوٹ کے کپڑے سے کپڑا کاٹ لیا۔ سپاہی لطیفوں میں ایسا محو ہوا کہ خود ہی کہنے لگا ہاں استاد! ایک لطیفہ اور بھی۔ درزی نے ایک اور لطیفہ سنا دیا۔ سپاہی پھر ہنسا اور اس قدر ہنسا کہ ہنستے ہنستے منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ درزی نے جھٹ کپڑا کچھ اور کاٹ لیا۔ سپاہی نے تیسری مرتبہ پھر کہا کہ ایک لطیفہ اور۔ درزی نے کہا جناب! لطیفہ اور بھی سنا تو دوں لیکن پھر کوٹ آپ کا بہت ہی تنگ ہو جائے گا۔

سبق...... مولانا رومی علیہ الرحمۃ اس حکایت سے سبق یہ لکھتے ہیں کہ سپاہی کی مثال اُس بے خبر اور غافل انسان پر صادق آتی ہے جو اپنے زہد و تقویٰ کے زعم میں اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھتا ہے اور درزی کی مثال شیطان پر صادق آتی ہے، جو لوگوں کے متاعِ دین و ایمان کو چرانے کی فکر میں رہتا ہے۔ غافل انسان اپنے آپ کو ہوشیار سمجھ کر شیطان کا سامنا کرتا ہے تو شیطان اس غافل انسان کو دنیوی شہوتوں کے لطیفوں میں کچھ اس بری طرح پھانس لیتا ہے کہ اس کے دین و ایمان کا کپڑا آسانی سے کاٹ لیتا ہے اور انسان دنیوی شہوات میں کچھ ایسا محو ہو جاتا ہے کہ شیطان اس کے متاعِ گراں کو کاٹتا جاتا ہے اور یہ اپنے متاع سے بے خبر چاہتا ہے کہ کسی اور شہوت و لذت میں محو ہو اور نہیں جانتا کہ اسی طرح اس کے قبائے دین و مذہب تنگ ہو رہی ہے۔

چور

یہ قصہ بھی مثنوی شریف کا ہے کہ ایک شخص منڈی سے ایک دُنبہ خرید کر لایا۔ دنبہ کی گردن میں رسّی ڈال کر رسی پکڑ کر اُسے گھر لا رہا تھا رسی لمبی تھی۔ ایک سرا اُس کا دنبہ کی گردن میں بندھا تھا۔ دوسرا سرا اُس کے ہاتھ میں تھا۔ دنبہ پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ ایک چور کی نظر اس پر پڑی تو اُس نے پیچھے ہو کر بڑی احتیاط سے رسّی کو درمیان سے کاٹا اور دنبہ کو لے کر چلتا بنا۔ وہ شخص بے خبری کے عالم میں رسی کا سرا پکڑے ہوئے جا رہا تھا۔ اُسے کوئی خبر نہ تھی کہ دنبہ چرا لیا گیا ہے۔ تھوڑی دور جا کر اتفاقاً اُس نے پیچھے دیکھا تو خالی رسی گھسٹتی ہوئی آ رہی ہے، دُنبہ موجود نہ تھا۔ یہ پیچھے دوڑا۔ راستے میں دیکھا کہ ایک شخص کنویں کے سر پر کھڑا رو رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ اُس نے بتایا کہ میرا جیب میں بٹوہ تھا جس میں سو روپیہ تھا۔ میں پانی پینے کیلئے نیچے جھکا تو بٹوہ کنویں میں جا پڑا۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی شخص کنویں میں جا کر میرا بٹوہ نکال لائے تو پچاس اُس کے اور پچاس میرے۔ اس نے سوچا سودا مہنگا نہیں میرا دُنبہ بھی پچاس روپیہ کا تھا۔ میں کنویں میں جا کر بٹوہ نکال لاتا ہوں۔ پچاس روپے مل گئے تو دنبہ کی قیمت وصول ہو جائے گی۔ چنانچہ اُس نے اپنے کپڑے اُتارے اور کنویں پر رکھ کر اندر کود گیا، کافی تلاش کی مگر بٹوہ نہ ملا، مایوس ہو کر باہر نکلا تو وہ آدمی بھی غائب کپڑے بھی غائب۔ یہ بے چارہ ننگے کا ننگا وہاں حیران کھڑا رہ گیا۔ بٹوہ گرنے کا بہانہ کرنے والا دراصل وہی چور تھا جس نے رسی کو کاٹ کر دنبہ چرایا تھا۔ اس نے پھر بٹوہ گرنے کا بہانہ بنا کر اُسے بیچارے کے کپڑے بھی اُتروا کر چرا لئے اور اُسے ننگا کر کے رکھ دیا۔

سبق...... دُنبہ چرانے اور کپڑے اُتروانے والے کی مثال شیطان پر صادق آتی ہے۔ یہ ملعون اپنے دین و مذہب سے غافل انسان کے پیچھے لگ کر ذکر و فکر کی رسی کاٹ کر دین و مذہب لوٹ کر لے جاتا ہے اور پھر اتنا عیار ہے کہ انسان کو دنیوی لالچ میں پھنسا کر اُسے خواہشات کے کنویں میں دھکیل دیتا ہے۔ حتی کہ انسان کو ننگا کر کے رکھ دیتا ہے۔ دیکھ لیجئے! شیطان نے آج کل نئی تہذیب کے ہاتھوں سب کو ننگا کر ڈالا ہے اور ہر طرف عریانی ہی عریانی نظر آنے لگی ہے۔ سچ پوچھئے تو یہ ننگے لوگ ننگِ اسلام ہیں ایسے لوگوں نے انسانیت کا لباس بھی اُتار دیا ہے اور اسی نئی ننگی تہذیب کو اپنا کر یہ لوگ بے ننگ و نام بن جانا چاہتے ہیں۔ خدا تہذیبِ مغرب سے بچائے کہ مغربی تہذیب کے حمام بھی ننگے ہیں۔

ٹھگ

ایک روز ایک وکیل اپنے گھر کے غسل خانے میں نہاتے ہوئے اپنی گھڑی بھول گیا اور عدالت میں اسی طرح چلا گیا۔ اس کے ایک دوست نے جب وقت پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ گھڑی تو میں آج اپنے غسل خانے میں بھول آیا ہوں۔ اتفاق سے کسی ٹھگ نے یہ بات سن لی اور اس وکیل کا گھر پوچھتے پوچھتے اس کے مکان تک پہنچ گیا اور اسی راستے سے ایک مرغا بھی خرید کر لیتا گیا۔ وکیل کے دروازے پر اُس نے آواز دی۔ اندر سے ایک بڑھیا آئی اور پوچھنے لگی کیا بات ہے؟ ٹھگ بولا مجھے وکیل صاحب نے مرغا دے کر بھیجا ہے اور کہا ہے کہ میری گھڑی غسل خانے میں رہ گئی ہے وہ بھیج دو۔ انہوں نے جب غسل خانے میں دیکھا تو گھڑی مل گئی۔ چنانچہ بڑھیا نے مرغا لے کر گھڑی اُسے دے دی اور وہ چمپت ہو گیا۔ شام کو جب وکیل گھر آیا تو اُس کی بیوی نے پوچھا، آپ کو گھڑی مل گئی تھی؟ وکیل حیران ہو کر پوچھنے لگا، کون سی گھڑی؟ کس کے ہاتھ بھیجی تھی؟ بیوی نے کہا، آپ ہی نے ایک شخص کو مرغا دے کر بھیجا تھا اور گھڑی منگوا بھیجی تھی۔ وکیل نے لاعلمی ظاہر کی اور گھر والے حیران رہ گئے۔ دوسرے دن وہ ٹھگ پھر وکیل کے گھر گیا اور اُس کی بیوی سے کہنے لگا کہ گھڑی والا چور مل گیا ہے۔ مرغا دیدو یہ عدالت میں پیش ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے مرغا دے دیا۔ شام کو جب وکیل گھر آیا تو بیوی نے پوچھا، گھڑی مل گئی؟ وکیل نے کہا، نہیں! بیوی بولی آپ ہی نے تو مرغا منگوا بھیجا تھا کہ گھڑی مل گئی ہے۔ وکیل سٹ پٹا گیا لیکن اب وہ کر ہی کیا سکتا تھا ناچار چپکا ہو رہا۔ (ماہِ طیبہ، مارچ ۶۳ء)

سبق...... اس گھڑی چور ٹھگ کی مثال شیطان پر صادق آتی ہے۔ جس طرح وہ ٹھگ اپنے داؤ سے مرغ کا لالچ دے کر گھڑی بھی لے گیا اور پھر مرغا بھی اُن کے پاس رہنے نہیں دیا، وہ بھی لے گیا۔ اسی طرح شیطان ملعون دنیوی لالچ کا مرغا دے کر دین وایمان کی گھڑی لے جاتا ہے اور پھر یہ ملعون جو دنیوی حرص ولالچ کا مرغا دے جاتا ہے انسان کے پاس وہ بھی نہیں رہتا اور انسان خسر الدنیا والاخرۃ کا مصداق بن جاتا ہے۔

اُلّو

ایک چالاک عورت ایک دکاندار کے پاس آئی اور کہنے لگی، بھائی صاحب! میں اپنی بیٹی کی شادی کرنے والی ہوں اور ہماری برادری میں رواج ہے کہ لڑکی کے جہیز میں ایک عدد اُلو بھی دیا جاتا ہے۔تم دکاندار ہو خیال رکھنا کوئی اُلو بیچنے آئے تو چاہے کتنا مہنگا کیوں نہ ملے، خرید لینا۔ مجھے اُلو کی شدید ضرورت ہے۔ میں تم سے سو روپیہ تک بھی خرید لوں گی۔ دکاندار نے دل میں سوچا اُلو زیادہ سے زیادہ دو چار روپے میں مل جائے گا اور میں سو روپے میں بیچ دوں گا تو سراسر نفع ہی نفع ہے۔ چنانچہ اُس نے کہا میں تلاش میں رہوں گا۔

دوسرے روز اسی عورت نے اپنے بھائی کو خود ہی ایک اُلو دے کر اس بازار میں بھیج دیا۔ جہاں اس دکاندار کی دکان تھی اور اُسے سمجھا دیا کہ دکاندار اُلو خریدنا چاہے تو پچاس سے کم نہ بیچنا۔ چنانچہ مکار عورت کا مکار بھائی اُلو لے کر بازار میں گیا اور دکاندار کی دکان کے سامنے سے گزرا۔دکاندار نے جو اُسے دیکھا تو اُسے آواز دے کر بلایا اور پوچھا اُلو بیچتے ہو؟ اُس نے کہا ہاں! دکاندار نے قیمت پوچھی تو اُس نے اسّی روپے بتائی۔ دکاندار نے کہا! ہوش میں بات کرو۔ اُلو کی اسّی روپے قیمت؟ زیادہ سے زیادہ دو چار روپیہ کا ہوگا۔اُس نے کہا نہیں صاحب! مَیں تو اِسے اسّی روپے پر ہی دوں گا اور اگر آپ لینا چاہیں تو دس کم کردوں گا۔ دکاندار نے زور دیا تو وہ ستر اور ستر سے ساٹھ اور پھر پچاس تک آگیا۔ دکاندار کی نظر میں سو روپیہ تھا۔ اس نے سوچا چلو پچاس پر ہی لے لو۔ پچاس پھر بھی بچ جائیں گے۔ چنانچہ اُس نے نقد پچاس دے کر اُلو خرید لیا اور بڑا خوش ہوا کہ اُلو جلدی مل گیا۔

دو روز کے بعد وہی عورت دکان کے سامنے سے گزری تو دکاندار نے آواز دی۔ بہن جی! اُلو لے جاؤ۔عورت نے غصہ میں آکر کہا بدمعاش! یہ کیا کہا تو نے ایک شریف عورت کو..... گھر میں کوئی نہیں؟ اُلو دے جا کر اپنے گھر کسی کو۔ لوگ جمع ہوگئے کہ معاملہ کیا ہے۔ کہنے لگی، نہ جان نہ پہچان! میں یہاں سے گزر رہی تھی کہ مجھے کہتا ہے کہ اُلو لے جا۔اس کی ایسی تیسی۔ یہ کیا لفظ کہا اس نے مجھے۔سب لوگ دکاندار پر لعن طعن کرنے لگے۔ وہ بولا یہ خود ہی کہتی تھی کہ مجھے اُلو درکار ہے۔ مجھے اپنی لڑکی کے جہیز میں دینا ہے۔سب نے کہا، ہوش کی بات کرو۔ یہ کوئی ماننے والی بات ہے کہ اُلو جہیز میں دیا جائے۔تم بدمعاش ہو، جو راہ چلتی عورتوں کو چھیڑتے ہو۔دکاندار بیچارے نے پچاس روپے کا نقصان بھی کیا اور بے عزتی بھی خوب ہوا۔ (ماہ طیبہ، اپریل ۶۹ء)

سبق...... اس چالاک عورت کی مثال شیطان پر صادق آتی ہے۔ جس طرح اس عورت نے اس بیچارے دکاندار کو خود ہی اُلو خریدنے پر اُکسایا اور جب اس نے اُلو خرید لیا تو پھر وہ واقف ہی نہ بنتی تھی، اسی طرح شیطان کرتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ج فَلَمَّا كَفَرَ

قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ (پ۲۸۔آیت:۱۶)

یعنی شیطان نے انسان سے کہا کفر کر پھر جب اُس نے کفر کیا تو بولا میں تجھ سے الگ ہوں

میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا ربّ۔

دیکھا آپ نے اس چالاک عورت کی طرح شیطان پہلے انسان کو بہکاتا ہے اور اُسے خلافِ شرع حرکات پر اُکساتا ہے اور بے وقوف انسان عیش و عشرت کے لالچ میں شیطان کے داؤ میں آکر شریعت کے خلاف حرکتیں کرنے لگتا ہے اور شیطان جب دیکھتا ہے کہ میرا مطلب پورا ہوگیا ہے تو پھر کہتا ہے کہ میں تو تمہیں جانتا بھی نہیں، جو کیا تم نے خود کیا۔ میں تمہارے کاموں سے بری ہوں۔ تم جانو تمہارا کام۔

مسلمانو! ہوش کرو اور شیطان کی چالاکی میں آکر اُلو نہ بنو اور اُلو بن کر شیطان کے ہاتھوں میں اپنی دنیا بھی برباد نہ کرو اور قیامت کے روز کی بدنامی و بے عزتی بھی مول نہ لو۔

دو رُخا

ایک میاں بیوی کی آپس میں بڑی محبت تھی۔ ایک حاسد کو اُن کی محبت پسند نہ آئی اور وہ ملازم کا بھیس بدل کر اُن کے گھر آیا اور منت سماجت کر کے ان کے گھر ملازم ہوگیا۔ چند دِنوں کے بعد یہی حاسد ملازم دکان پر پہنچا اور میاں سے کہنے لگا، غضب ہوگیا آج میں گھر پہنچا ہوں تو میں نے بیگم صاحبہ کو کسی غیر مرد سے گفتگو کرتے دیکھا۔ میں نے چھپ کر اُن کی گفتگو سنی تو معلوم ہوا کہ وہ غیر مرد بیگم صاحبہ سے کہہ رہا تھا کہ وہ آپ کو قتل کر ڈالے تا کہ راستہ صاف ہو جائے اور بیگم صاحبہ اس امر پر تیار ہوگئیں ہیں۔ میاں نے یہ بات سنی تو بہت گھبرایا اور اپنی بیگم سے بدگمان ہوگیا۔ اُدھر یہ حاسد ملازم گھر پہنچا تو بیگم صاحبہ سے کہنے لگا کہ آپ کے میاں نے کسی غیر عورت سے تعلق قائم کرلیا ہے۔ اسی لئے اب وہ آپ سے کھچے کھچے رہنے لگے ہیں۔ بیگم صاحبہ نے اپنے میاں میں تبدیلی دیکھ بھی لی اور یقین ہوگیا کہ ملازم نے سچ کہا ہے اور اس فکر میں وہ پریشان رہنے لگی۔

چند دِنوں کے بعد بیگم صاحبہ سے ملازم نے کہا کہ اگر آپ اپنے میاں کی داڑھی کا ایک بال استرے سے کاٹ کر مجھے لادیں تو میں ایک خدا رسیدہ بزرگ سے اس کا ایک ایسا تعویذ بنوا کر لاسکتا ہوں جس کی برکت سے آپ کے میاں اس غیر عورت کا خیال چھوڑ دیں گے اور آپ سے پھر وہی پہلی محبت کرنے لگیں گے۔ یہ کہہ کر ایک اُسترا بھی بیگم صاحبہ کو دے دیا۔ بیگم صاحبہ نے اُسترا لے لیا اور کہا، آج رات جب وہ سو جائیں گے تو میں سوتے میں ان کی داڑھی کا ایک بال اس استرے سے کاٹ لوں گی۔ اُدھر یہ ملازم میاں کے پاس پہنچا اور اس سے کہنے لگا کہ آج رات ہوشیار رہئے آج بیگم صاحبہ استرا لے کر رات کو آئیں گی تا کہ آپ کی گردن پر پھیر دیں اور آپ کو قتل کر دیں۔ میاں رات کو گھر گئے تو پریشانی کے عالم میں چارپائی پر لیٹے لیکن نیند کہاں۔ آنکھیں بند تھیں لیکن جاگ رہے تھے۔ آدھی رات گزری تو بیگم صاحبہ اس خیال سے کہ اب وہ سو چکے ہوں گے، اُسترا لیکر اُٹھیں اور میاں کے بستر کے قریب آ پہنچی۔ میاں نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں لیکن جان گئے تھے کہ وہ آ گئی۔ بیگم نے اُسترا بڑھا کر گردن کے قریب جو کیا تو میاں نے ایک دم اُٹھ کر اُسی استرے سے بیگم صاحبہ کا کام تمام کر دیا۔ صبح جو بیگم کے عزیزوں کو پتا چلا کہ ہماری لڑکی کو ناحق قتل کر دیا گیا تو وہ دھاوا بول کر آئے اور انہوں نے میاں کو قتل کر دیا اور حاسد کی بدولت یہ گھر آن کی آن میں برباد ہوگیا۔ (ماہِ طیبہ، شمارہ اگست ۱۹۶۰ء)

سبق...... اس حاسد ملازم کی مثال شیطان پر صادق آتی ہے جو میاں بیوی کی، بھائی بھائی کی، یا دو آدمیوں کے آپس میں محبت دیکھ کر جل بھن جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی طرح ان میں لڑائی جھگڑا اور فساد پیدا ہو۔ چنانچہ حکایت نمبر ۴۲ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ شیطان کا ایک یہ بھی کام ہے کہ وہ جھوٹی باتیں پھیلا کر لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے سے بدگمانیاں پیدا کرتا ہے اور آدمی کے دل میں اس کے گھر والوں کی طرف سے بھی بدگمانی پیدا کرتا ہے اور اس طرح وہ آباد گھروں اور ہنستے دلوں میں رنجشیں پیدا کر کے تباہی و بربادی مچا دیتا ہے۔

اندھیرے میں

قبیلہ بنی عقیل میں سے ایک چور ایک گھوڑا چرانے کیلئے نکلا۔ اس کا اپنا بیان ہے کہ میں نے جس قبیلہ سے گھوڑا چرانا تھا اس میں داخل ہوگیا اور گھوڑے کے ستھان معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک حیلہ سے گھر میں داخل ہوگیا۔ گھر میں سخت اندھیرا تھا اور اندھیرے میں ایک مرد اور ایک اس کی بیوی دونوں بیٹھے ہوئے کھانا کھارہے تھے۔ چونکہ میں بھوکا تھا اس لئے میں نے بھی اپنا ہاتھ پیالہ کی طرف بڑھایا۔ مرد کو میرا ہاتھ اوپر معلوم ہوا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں نے فوراً دوسرے ہاتھ سے عورت کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عورت نے کہا، تجھے کیا ہوگیا، یہ میرا ہاتھ ہے۔ تو اس نے خیال کیا کہ وہ عورت کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہے تو اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور ہم سب کھانا کھاتے رہے۔ پھر عورت کو میرا ہاتھ اوپر لگا تو اس نے پکڑ لیا تو میں نے فوراً مرد کا ہاتھ پکڑ لیا تو اس نے عورت سے کہا، کیا ہوگیا میرا ہاتھ ہے تو عورت نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ میں نے فوراً مرد کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پھر وہ سو گئے تو میں گھوڑا پکڑ لایا۔ (کتاب الاذکیا، صفحہ ۳۷۳)

سبق...... اس گھوڑا چرانے والے چور کی مثال شیطان پر صادق آتی ہے۔ جس طرح اس چور نے گھر کے اندھیرے سے فائدہ اُٹھایا اور اپنے ہاتھ کی صفائی دکھاتا رہا۔ اسی طرح شیطان نے بھی اس نئی روشنی کے اندھیرے سے خوب فائدہ اُٹھایا اور اس اندھیرے میں وہ پرائے مردوں اور پرائی عورتوں پر ہاتھ ڈال رہا ہے اور اسی روشنی کے اندھیرے والوں کو کچھ پتا نہیں چل رہا کہ شیطان ہمارے ساتھ ساتھ ہے اور وہ اپنی من مانی کارروائی کر رہا ہے۔ ہماری شرم و غیرت پر ہاتھ ڈال رہا ہے اور ہمارے دین و مذہب کے متاع بے بہا کو بھی اُڑائے جارہا ہے۔ خدا تعالیٰ شیطان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

فریب کار بڑھیا

امریکہ میں ایک بڑھیا سڑک پر چلتے چلتے ایک نوجوان سے لپٹ گئی اور روتے ہوئے اُسے چومنے لگی اور کہنے لگی، ہائے اللہ! تمہاری صورت تو میرے مرحوم بیٹے کے ساتھ کتنی ملتی جلتی ہے۔ نوجوان کے دل میں یہ رقت پیدا ہوگئی۔ بڑھیا نے پھر الگ ہو کر آنسو پونچھے۔ نوجوان سے اپنی جذباتیت کی معافی چاہی اور ایک گلی میں مڑ گئی۔ کچھ دیر کے بعد نوجوان نے جب اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو بٹوہ غائب تھا۔ (ماہِ طیبہ، دسمبر ۱۹۵۸)

سبق...... اس فریب کار بڑھیا کی مثال شیطان پر صادق آتی ہے۔ جو بعض اوقات قرآن و حدیث پڑھتا ہوا بڑا خیر خواہ اور ہمدرد بن کر آلپٹتا ہے اور سادہ لوح مسلمان اس کا مظاہرہ حسن خلق اور اس کی رقت آمیز باتیں سن کر اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ لیکن پتا بعد میں چلتا ہے کہ وہ ایمانی بٹوہ لے کر چھپت ہو چکا ہے۔

چالاک شخص

ایک نالی کی دیوار پر لکھا تھا 'یہاں پیشاب کرنا منع ہے'۔ وہاں ایک آدمی بیٹھا پیشاب کرنے لگا۔ ایک سپاہی نے دیکھ لیا۔ وہ اُسے پکڑنے کیلئے بڑھا تو وہ آدمی وہاں سے دو قدم بائیں طرف ہٹ کر پیشاب کرنے لگا۔ سپاہی آیا اور ڈانٹ کر پوچھا، تم نے یہاں پیشاب کیوں کیا؟ اُس نے اپنی پہلی جگہ کی طرف اشارہ کرکے کہا، سنتری جی! آپ وہاں بیٹھ کر پیشاب کر رہے تھے میں بھی آپ کو دیکھ کر یہاں پیشاب کرنے بیٹھ گیا۔ شور مچنے پر لوگ جمع ہوئے تو دو جگہ پر پیشاب ہوا دیکھ کر سب سپاہی کو جھوٹا کہنے لگے اور وہ چالاک آدمی اس طرح گرفت سے بچ گیا۔

سبق...... اس چالاک شخص کی مثال شیطان پر صادق آتی ہے۔ جس طرح اس چالاک شخص نے خود مجرم ہونے کے باوجود ایک ہوشیار سپاہی کو بھی شرمندہ کردیا۔ اسی طرح یہ شیطان بڑے بڑے ہوشیاروں کو بھی اپنے جرموں کے داؤ چکر میں لا کر انہیں نادم وشرمندہ کردیتا ہے۔

شیطان اور اذان

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان الشیطان اذا سمع النداء بالصلوٰۃ ذھب حتی یکون مکان الروحاء

اذان کی آواز سن کر شیطان بھاگ اُٹھتا ہے یہاں تک کہ مقام روحاء تک جا کر دم لیتا ہے۔ (مشکوٰۃ، صفحہ ۵۸)

والروحاء من المدینۃ علی ستۃ وثلٰثین میلا

اور روحاء مدینہ سے چھتیس میل دور ہے۔

شیطان سجدہ نہ کرنے کے باعث مردود ہوا تھا۔ اور نماز میں سجدے ہوتے ہیں اور اذان نماز کی طرف بلاوا ہوتا ہے۔ اس لئے اذان شیطان کیلئے گویا بم ہے اور وہ اذان سن کر میلوں دور بھاگ جاتا ہے۔ آج بھی جس کو اذان نہ بھائے اور مؤذن بھی اُسے کھٹکے تو سمجھ لیجئے وہ بھی شیطان کا پیروکار ہے۔

ایک مولوی صاحب نے وعظ میں فرمایا کہ بڑے لوگوں نے اپنی کوٹھیاں شہر سے باہر دور دور بنالیں۔ شاید اس لئے کہ شہر میں رہے تو مسجدوں سے اذان کی آوازیں آیا کریں گی۔ قدرت نے مسجدوں میں لاؤڈ سپیکر فٹ کرا کے 'جھوٹے گھر تک پہنچنے' کے مطابق اذانوں کی آواز شہر سے باہر دور دور تک پہنچا دی کہ بھاگو تو کہاں بھاگتے ہو۔ پس اے مسلمانو! اذان کی آواز سن کر بھاگو مت بلکہ مسجدوں کی طرف دوڑو۔ بھاگنا کام شیطان کا ہے اور مسجد کی طرف دوڑنا کام مسلمان کا ہے۔

یہاں ایک میرا سوال ہے اس کا جواب وہ لوگ دیں جو اذان کی آواز سن کر مسجد میں نہیں آتے۔ پاکستان بننے سے پہلے جبکہ یہاں ہندو اور سکھ بھی تھے۔ اذان کی آواز سن کر مسجد میں نہ ہندو آتے تھے نہ سکھ۔ اگر ان سے کوئی پوچھتا کہ مہاراج! آپ اذان کی آواز سن کر مسجد میں کیوں نہیں آتے تو ان کا جواب یہ ہوتا کہ یہ بلاوا ہمیں نہیں، بلکہ مسلمانوں کو ہے۔ اور ان کا یہ جواب بالکل درست ہوتا۔ لیکن اب جبکہ یہاں ہمارے وطن میں کوئی ہندو یا سکھ نہیں، اب جو لوگ اذان کی آواز سن کر مسجد میں نہیں آتے وہ بتائیں کہ وہ اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہیں؟ کیا وہ بھی یہی سمجھتے ہیں کہ یہ بلاوا ہمیں نہیں۔ اگر یہی سمجھتے ہیں تو پھر انہوں نے اپنے آپ کو کیا سمجھا؟ اور اگر یہ نہیں سمجھتے تو پھر مسجدوں میں کیوں نہیں آتے؟ سوچ کر جواب دیجئے۔

شیطان کے چار کفر

علامہ صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نزہۃ المجالس میں لکھا ہے کہ شیطان سے چار کفر صادر ہوئے جن کی وجہ سے وہ کافر و ملعون ہوا۔

(۱) اس ملعون نے خدا تعالیٰ کی مقدس و پاک ذات کو ظلم کی طرف منسوب کیا اور کہا:

انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین

میں آدم سے بہتر ہوں کیونکہ مجھے تو نے آگ سے بنایا ہے اور آدم کو مٹی سے۔

مقصد ملعون کا یہ تھا کہ میں بہتر ہوں۔ اور بہتر کو ادنیٰ کے آگے جھکنے کا حکم دے رہا ہے۔ گویا اس نے خدا کی طرف ظلم کی نسبت کی۔ اور یہ کفر ہے۔

(۲) ایک برگزیدہ نبی کو بنظرِ حقارت دیکھا۔ اور نبی کو حقارت سے دیکھنا کفر ہے۔

(۳) اس نے اجماع کی مخالفت کی یعنی سارے فرشتوں کا اجماع سجدہ کرنے پر ہو گیا۔ مگر اس نے اس اجماع کی مخالفت کی اور اکڑا رہا۔ اور اجماع کی مخالفت بھی کفر ہے۔

(۴) نص کے ہوتے ہوئے اس نے اپنا فلسفہ چھانٹا اور کہا کہ میں آگ سے ہوں اور آگ مٹی سے بہتر ہے نص کے مقابلہ میں اپنا فلسفہ لانا بھی کفر ہے۔ (نزہۃ المجالس، جلد ۲ صفحہ ۳۴)

شیطان کی ان باتوں سے ہمیں بچنا چاہئے اور خداوندِ کریم جل شانہٗ کی مقدس و منزہ ذات کی طرف کبھی کوئی ناروا لفظ منسوب نہیں کرنا چاہئے۔ بعض جاہل اور ظالم لوگ بات کرتے ہوئے اثناء کلام میں یہ لفظ بھی کہہ جاتے ہیں 'ظلم خدا کا' (استغفر اللہ) ایسا لفظ ہرگز نہیں کہنا چاہئے کہ اسی نسبتِ قبیحہ سے شیطان ملعون و مردود ہوا۔ یہ بہت بڑی جہالت ہے کہ کہنے والے کو کچھ پتا نہیں کہ میں کیا بک رہا ہوں۔ ہر شخص کو اس کفریہ کلمہ سے بچنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے ہر کام کو مبنی بر حکمت سمجھ کر اس امر کا اقرار کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا اور کیا' ٹھیک اور عین حکمت ہے۔

شیطان کی دوسری کفریہ حرکت سے بھی ہر مسلمان کو بچنا چاہئے کیونکہ اللہ کے نبی کی ادنیٰ توہین و تحقیر سے بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے اور ایمان جاتا رہتا ہے۔ شیطان سے بڑھ کر کون اللہ کو ایک ماننے والا اور اس کی عبادت کرنے والا ہوگا۔ لیکن صرف اللہ کے نبی کی تحقیر کرنے، انہیں مٹی کا بنا ہوا کہنے سے کافر ہو گیا۔ اُس کی عمر بھر کی توحید و عبادت کام نہ آئی۔ لہٰذا ہر مسلمان کو اللہ کے نبی کی دل و جان سے تعظیم کرنی چاہئے اور کوئی ایسا لفظ جس سے نبی کی تحقیر کا پہلو بھی نکلتا ہو۔ مثلاً وہ بھی ہمارے جیسے ہی بشر تھے، کھاتے تھے، پیتے تھے اور بھولتے تھے وغیرہ اس قسم کے جملے جو عام لوگوں کیلئے استعمال ہوتے ہیں' نہیں کہنے چاہئیں کہ اسی طرزِ کلام سے شیطان مارا گیا۔

شیطان کی تیسری حرکت فرشتوں کی ساری جماعت کے خلاف چلنا اس کیلئے مہلک ثابت ہوئی۔ سارے فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے آگے جھکے ہوئے تھے اور یہ تنہا ایک طرف اکڑا ہوا کھڑا تھا۔ حالانکہ حق اجماع کی طرف تھا۔ اب بھی خدا کے فضل و کرم سے اہل سنت و جماعت ہی کی کثرت ہے، ہمیں اس کثرت میں شریک رہنا چاہئے اور اس بڑی جماعت کو چھوڑ کر الگ نہ ہو جانا چاہئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد بھی ہے:

اتبعوا السواد الاعظم

بڑی جماعت کے پیچھے لگو۔

شیطان کی چوتھی کفریہ حرکت سے بھی بچنا چاہئے اور وہ یہ کہ خدا کے صریح حکم کے سامنے وہ اپنی منطق چلانے لگا اور اپنا فلسفہ پیش کرنے لگا۔ ہمیں اس حرکت سے بچنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا حکم ہے نماز پڑھو، روزہ رکھو، زکوٰۃ دو۔ تو بس ہر مسلمان اس حکم کے آگے سر خم کر دے۔ نہ یہ کہ اپنا فلسفہ چھانٹنے لگے کہ نماز کیوں پڑھیں؟ پہلے اس کا فلسفہ سمجھ میں آلے، پھر پڑھیں گے۔ روزہ رکھنے کا کیا فائدہ؟ زکوٰۃ دینے کی کیا ضرورت؟ اس قسم کی لایعنی باتوں سے شیطان کو خوش کر کے اپنے ایمان سے ہاتھ نہ دھو لینے چاہئیں۔ بلکہ فرشتوں کی طرح فوراً اپنا سر تسلیم خم کر دینا چاہئے۔

آگ میں آگ

ایک فلسفی نے اپنے تین سوال مشتہر کیے اور اعلان کیا کہ میرے ان تین سوالوں کا کوئی عالم جواب دے تو میں مان جاؤں گا۔

سوال یہ تھے:۔

۱......خدا کو جب کسی نے دیکھا نہیں تو پھر کلمہ میں اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ پڑھ کر یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ بغیر دیکھے کے گواہی کیوں؟

۲......جو کرتا ہے، اللہ کرتا ہے۔ پھر کسی گناہ پر بندہ مجرم کیوں؟ جبکہ کرنے والا خدا ہے۔

۳......شیطان از روئے قرآن آگ سے بنا ہوا ہے اور خدا اسے دوزخ کی آگ میں ڈالے گا تو اس کا کیا بگڑ سکتا ہے۔ کیونکہ دوزخ میں اگر آگ ہے تو شیطان خود بھی آگ ہے۔ پھر آگ میں آگ ڈال دی جائے تو آگ کا کیا نقصان؟

کئی دن تک اس کے سوالوں کا جواب نہ ملا تو وہ علماء اور دین مذہب کے خلاف بکنے لگا۔ اتفاقاً ایک روز شہر سے باہر نکلا تو باہر میدان میں ایک مجذوب بزرگ بیٹھے تھے اور اُن کے پاس مٹی کے بڑے بڑے ڈھیلے پڑے تھے۔ اس بزرگ نے اسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا، سنا ہے آپ کے کچھ سوال ہیں اور آپ کو گلہ ہے کہ کسی نے ان کا جواب نہیں دیا۔ فلسفی نے کہا ہاں یہی بات ہے اور میرے وہ سوال ہیں ہی لاجواب۔ بزرگ نے فرمایا، وہ سوال ذرا مجھے بھی تو سناؤ۔ ممکن ہے میں جواب دے سکوں۔ فلسفی نے اپنے سوال دہرائے۔

بزرگ فرمانے لگے، میں دوں ان تینوں سوالوں کا جواب؟ اس نے کہا، دیجئے آپ ہی دیجئے۔ انہوں نے ایک بہت بڑا مٹی کا ڈھیلا اُٹھایا اور فلسفی کے سر پر دے مارا۔ فلسفی کا سر پھٹ گیا اور اُس نے شور مچا دیا کہ تم نے میرا سر کیوں پھاڑ دیا۔ بزرگ فرمانے لگے تمہارے تینوں سوالوں کا ایک ہی جامع جواب دیا ہے۔ وہ بولا یہ جواب ہے یا شرارت؟ میں ابھی عدالت میں جاتا ہوں۔ چنانچہ فلسفی عدالت میں گیا اور اُس بزرگ پر دعویٰ کر دیا۔ بزرگ کے نام سمن آ گئے اور وہ عدالت میں پیش ہوئے۔

ایک طرف وہ اور دوسری طرف فلسفی سر پکڑے کھڑا تھا۔ جج نے پوچھا، کیا تم نے اس کے سر پر ڈھیلا مارا؟ وہ بولے ہاں مارا۔ جج نے کہا کیوں مارا؟ فرمایا، اس کے تینوں سوالوں کا جواب دیا ہے۔ جج نے پوچھا، وہ کیسے؟ فرمایا وہ ایسے کہ اس کا پہلا سوال یہ تھا کہ خدا کو دیکھے بغیر اس کی گواہی کیوں دی جاتی ہے؟ اب میں اس سے پوچھتا ہوں، کیوں صاحب! میں نے جو آپ کو ڈھیلا مارا ہے تو آپ کے سر پر کیا ہوا ہے؟ فلسفی بولا، سر پھٹ گیا ہے اور سر میں سخت درد ہو رہا ہے۔ فرمایا جو درد ہو رہا ہے اس کی گواہی کون دیگا؟ وہ بولا میں خود گواہی دیتا ہوں کہ مجھے درد ہو رہا ہے۔ فرمایا مگر یہ درد تم نے دیکھا بھی ہے یا بغیر دیکھے گواہی دے رہے ہو؟ بولا دیکھا تو نہیں لیکن محسوس تو ہو رہا ہے۔ فرمایا، خدا کو ہم نے دیکھا تو نہیں لیکن وہ اپنی قدرتوں سے معلوم تو ہو رہا ہے۔ فلسفی نے کہا ٹھیک ہے پہلا سوال حل ہو گیا۔

بزرگ پھر بولے کہ تمہارا سوال یہ تھا کہ جو کرتا ہے خدا کرتا ہے، بندے کا تعلق کیا؟ پھر وہ کیوں پکڑا جائے گا۔ تو جناب! اگر یہی بات ہے تو پھر سمن تم نے میرے نام کیوں نکلوائے۔ ڈھیلا بھی خدا نے ہی مارا ہے۔ میرا کیا قصور؟ فلسفی بولا، دوسرا سوال بھی حل ہو گیا۔ لیکن میرا تیسرا سوال ابھی باقی ہے۔ فرمایا ہاں ہاں! اُس کا جواب بھی ہو چکا۔ وہ سوال یہ تھا کہ شیطان بھی آگ کا اور دوزخ میں بھی آگ، پھر آگ میں آگ کا کیا نقصان؟ فرمایا تم کس چیز کے بنے ہو؟ بولا مٹی کا بنا ہوں۔ فرمایا اور جو ڈھیلا میں نے تمہیں مارا ہے، یہ کس چیز کا بنا ہے؟ بولا یہ بھی مٹی کا بنا ہے۔ فرمایا بس جس طرح مٹی نے مٹی کو لہولہان کر دیا ہے اسی طرح آگ بھی آگ کا بیڑہ غرق کر دے گی۔

فلسفی نے کہا، خوب میرے تینوں مسئلے حل ہو گئے سر پھٹ گیا لیکن شک ہٹ گیا۔ میں اپنا دعویٰ واپس لیتا ہوں۔

شیطان کا رونا

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

دمعة العاصی تطفیٔ غضب الربّ

گناہ گار کے آنسو اللہ کے غضب کی آگ کو بجھاتے ہیں۔

علامہ صفوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، اگر کہا جائے کہ شیطان کافی رویا تھا لیکن اس کے آنسوؤں نے اللہ کے غضب کی آگ کو کیوں نہیں بجھایا؟ تو اُس کا جواب یہ ہے کہ حدیثِ پاک میں دمعة العاصی آیا ہے' دمعة الکافر نہیں آیا یعنی گناہگار کے آنسو آیا ہے، کافر کے آنسو نہیں آیا۔ گناہ زہر ہیں اور آنسو اس کا تریاق ہیں۔ (نزہۃ المجالس، جلد ۲ صفحہ ۳۰)

معلوم ہوا کہ باعثِ نجات صرف ایمان ہے۔ اگر ایمان ہے تو اعمالِ صالحہ بھی مفید ہیں۔ اور اگر گناہ صادر ہو جائے تو اس گناہ کی معافی کیلئے رونا بھی مفید ہے۔ گناہگار جس کا ایمان سلامت ہے اگر روئے گا تو اُس کے آنسو اس کے گناہ کیلئے تریاق بن جائینگے اور جو کافر ہے اس کا ایمان ہی جب سلامت نہیں تو اس کا رونا اس کیلئے کیسے مفید ہو۔ بیج اگر موجود ہو تو پانی دینا بارآور ہوگا۔ اور اگر بیج ہی نہ ہو تو چاہے کتنا ہی پانی ڈالتے جائیں، کچھ فائدہ نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گناہگار کے آنسو کیلئے ہے، کافر کے آنسو کیلئے نہیں۔ یہ آنسو گناہگار کیلئے تریاق ہیں، کافر کیلئے نہیں۔

جنّت اور دل

خدا تعالیٰ فرماتا ہے، اے بندۂ مومن! میری جنت تیرا گھر ہے اور تیرا دل میرا گھر ہے۔ دیکھ میں نے تیرے گھر جنت میں شیطان کو نہیں آنے دیا اور نہ اس میں آسکے گا۔ اب تو بھی ایسا ہی کر کہ میرے گھر یعنی اپنے دل میں شیطان کو نہ آنے دے۔ اگر تو نے میرے گھر میں شیطان کو لا بٹھایا تو یہ انصاف کا خون ہے۔ میرے گھر کو میری یاد سے آباد کر۔ اس میں میرے دشمن کو ہرگز نہ لا۔

خدا کی یاد سے ہرگز نہ رکھ دل کو کبھی خالی
وہاں پر بوم رہتا ہے جہاں کوئی بستا نہ ہو

اُجڑے گھر میں اُلو ڈیرہ جما لیتا ہے۔ اگر تو نے میرے گھر یعنی اپنے دل کو میری یاد سے آباد نہ کیا، تو اس میں شیطان ڈیرہ جمالے گا لیکن افسوس کہ آج کل دلوں سے خدا کو نکالا جا رہا ہے اور ان میں شیطان کو بٹھایا جا رہا ہے۔ اکبر آبادی نے کیا خوب لکھا ہے ؎

لا مذہبی سے ہو نہیں سکتی فلاحِ قوم
ہرگز گزر سکیں گے نہ ان منزلوں سے آپ

کعبے سے بت نکال دیئے تھے رسول نے
اور اللہ کو نکال رہے ہیں دلوں سے آپ

بے نمازی

ایک شاعر نے لکھا ہے ۔

گیا شیطان مارا اک سجدے کے نہ کرنے سے
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا

شیطان نے اگرچہ لاکھوں برس سجدے کئے مگر خدا کا حکم پا کر صرف ایک سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کے آگے نہ کیا تو مارا گیا۔ اب آپ خود ہی سوچئے کہ جو شخص خدا کا حکم پا کر نماز نہیں پڑھتا۔ وہ ایک نہیں متعدد سجدے نہیں کرتا تو کیا ایسا شخص شیطان سے بھی زیادہ بری حرکت نہیں کر رہا۔ شیطان نے تو صرف ایک سجدہ وہ بھی آدم علیہ السلام کے آگے نہ کیا۔ اور بے نمازی کئی سجدے خدا کے آگے نہیں کرتا تو ایسا شخص کیوں شیطان سے بھی زیادہ بری حرکت کا مرتکب نہ شمار کیا جائے۔

ایک روزہ خور

ایک شاعر نے لکھا ہے ؎

کیا ہنسی آتی ہے مجھ کو حضرت انسان پر
فعلِ بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان پر

اس شعر کے مطابق آجکل کا انسان بعض ایسے ایسے کام کرتا ہے کہ شیطان بھی حیران رہ جاتا ہے لیکن یہ حضرتِ انسان کوئی برا کام کریں تو اُس برے کام سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرا کیا قصور۔ یہ برا کام تو شیطان نے کرایا ہے۔ ایک مولوی صاحب نے رمضان شریف میں وعظ فرمایا اور فرمایا کہ کل قیامت کے روز خدا نے کسی بے نمازی سے اگر پوچھا کہ تو نے نماز کیوں نہ پڑھی تو اُس بے نمازی نے اگر حسبِ معمولی یہی جواب دیا کہ الٰہی! مجھے نماز شیطان نے نہیں پڑھنے دی تو ممکن ہے کہ خدا اُسے معاف کر دے۔ لیکن اگر کسی روزہ خور سے خدا نے پوچھا، تو نے روزہ کیوں نہ رکھا؟ تو اُس نے بھی اگر یہی عذر پیش کیا کہ الٰہی! مجھے روزہ شیطان نے نہیں رکھنے دیا تو اسی وقت شیطان آجائے گا اور عرض کرے گا الٰہی! اس سے پوچھ کہ میں تو اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق رمضان کے سارے مہینے میں قید میں تھا۔ پھر اِس کے پاس اس کا روزہ تڑوانے کیلئے کون آیا تھا؟ الٰہی یہ خود ہی مجرم ہے۔ میں تو قید میں تھا۔ اس نے روزہ خود ہی توڑا ہے۔ شیطان کی بات کا روزہ خور کے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔

صدقہ و خیرات سے روکنے والا

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تلبیس ابلیس کے صفحہ ۴۵۵ پر ایک روایت درج فرماتے ہیں کہ اعمش نے شقیق سے روایت کیا کہ عبداللہ نے کہا کہ شیطان ہر عمدہ چیز کے ذریعے سے انسان کو فریب دیتا ہے۔ جب تنگ آجاتا ہے تو اسکے مال میں لیٹ جاتا ہے اور اس کو صدقہ وخیرات کرنے سے باز رکھتا ہے۔

معلوم ہوا کہ صدقہ وخیرات کرنے والا شیطان کے قابو سے باہر ہے اور جو شخص صدقہ وخیرات کا قائل نہیں اور خیرات کی مدوں پر طرح طرح کے اعتراضات کرتا رہتا ہے۔ سمجھ لیجئے کہ اس کے مال میں شیطان لیٹا ہوا ہے۔

تارک الدّنیا بناوٹی درویش

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تلبیس ابلیس کے صفحہ ۴۴۹ پر ایک حقیقت آمیز مقالہ لکھا ہے جو اس قابل ہے کہ مسلمان اس کو سمجھیں۔فرماتے ہیں:۔

شیطان کے دھوکوں میں سے ایک دھوکہ اس کا یہ بھی ہے جو اس نے عوام کو دے رکھا ہے کہ یہ لوگ بناوٹی زاہدوں اور تارک الدنیا درویشوں کے بڑی جلدی معتقد ہو جاتے ہیں اور ان کو علمائے کرام پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔یہ لوگ اگر سب سے بڑے جاہل کے جسم پر صوف کا جبہ دیکھ لیں تو فوراً اس کے معتقد ہو جائیں اور کہتے ہیں کہ بھلا اس درویش اور فلاں عالم کا کیا مقابلہ؟ یہ تارک الدنیا' وہ طالب الدنیا۔یہ نہ اچھی غذائیں کھاتے ہیں، نہ شادی کرتے ہیں۔اور فلاں عالم تو اچھی غذائیں کھاتے ہیں اور ان کی شادی بھی ہو چکی ہے۔یہ سب شیطانی فریب ہے اور شریعتِ محمدی کی تحقیر ہے کہ ایسے زہد کو علم پر ترجیح دی جائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت کو چھوڑ کر بناوٹی زاہدوں کو اختیار کیا جائے۔خدا کا بڑا احسان ہے کہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھے۔ورنہ یہ لوگ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شادیاں کرتے، پاک صاف چیزیں تناول فرماتے اور میٹھے اور شہد کی رغبت رکھتے ہوئے پاتے تو آپ سے بھی بداعتقاد ہو جاتے۔

روشن دماغ

ایک شاعر نے شیطان کے متعلق یہ لکھا ہے اور خوب لکھا ہے ۔

شیطان کو ہے سوجھتی ہر دم نئی نئی
گو ہے سیاہ کار پہ روشن دماغ ہے

شیطان واقعی بڑا 'روشن دماغ' ہے اور آج کل تو اُس کی روشن دماغی بڑے عروج پر ہے۔ اپنی چالاکی سے شرعی، اخلاقی اور قانونی حدیں پھاند جانے کی نت نئی ترکیبیں اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ماہِ رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی ایسی ایسی ترکیبیں نکالتا ہے اور اپنے مریدین کو سکھاتا ہے کہ آپ حیران رہ جائیں۔ ہوٹل کے باہر یہ بورڈ آویزاں کرا دیتا ہے کہ بیماروں اور مسافروں کیلئے کھلا ہے۔ ہوٹل کے باہر تو بیماروں اور مسافروں کیلئے لکھا ہوگا۔ لیکن ہوٹل کے اندر سب 'مقامی مسافر' اور 'تندرست بیمار' ہوں گے۔ اور کوئی پڑھا لکھا آدمی اس قسم کی ترکیب یعنی 'مقامی مسافر' اور 'تندرست بیمار' پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ یہ کیا بات ہوئی کہ مقامی اور مسافر بھی۔ تندرست بھی اور بیمار بھی۔ تو اس اعتراض کی روک تھام کیلئے اس کے روشن دماغ نے بعض فلموں کے نام بھی اس قسم کی ترکیب کیساتھ رکھوا دیئے تاکہ معترض اگر یہ کہے کہ بھئی! یہ 'مقامی مسافر' اور 'تندرست بیمار' کیسی ترکیب ہے؟ تو جواب دیا جا سکے۔ جناب! بالکل ایسی جیسی ان فلمی ناموں کی ترکیب ہے۔ شریف بدمعاش، کنواری ماں اور کنوارا باپ۔ اگر ایک آدمی شریف بھی ہو سکتا ہے اور بدمعاش بھی، کنوارہ بھی اور باپ بھی۔ اور اگر کوئی عورت کنواری بھی ہو سکتی ہے اور ماں بھی، تو اسی طرح ماہِ رمضان میں آدمی مقامی بھی ہو سکتا ہے اور مسافر بھی۔ تندرست بھی ہو سکتا ہے اور بیمار بھی۔ خوب ہے شیطان کی روشن دماغی بھی۔ واقعی ۔

گو ہے سیاہ کار پہ روشن دماغ ہے

شیطان کے چیلے

آج کل کی ترقی کس قسم کی ترقی ہے؟ اس کا جواب خود آج کل کے ترقی پسندوں ہی کی حرکات میں مل رہا ہے۔ چنانچہ روزنامہ 'حریت' کراچی ۶ ستمبر ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں ایک ناچ کے فوٹو دیئے گئے ہیں جن کے نیچے یہ عبارت درج ہے:۔

'کراچی میں ایک جہنمی سوسائٹی قائم ہوئی ہے اس سوسائٹی کے افتتاح کے موقع پر گزشتہ رات شبیرینا ہوٹل میں شیطانی ڈنر دیا گیا اور ڈنر کے بعد شیطان کے چیلوں نے شیطانی ناچ پیش کیا۔ جہنمی سوسائٹی کے ارکان نے دعوت ناموں میں خود کو شیطان کے چیلے لکھا ہے'۔

یہ خبر پڑھنے کے بعد 'مولوی' کو اپنے رجعت پسند اور غیر ترقی یافتہ ہونے کا بصدق دل اقرار ہے۔ اور وہ تسلیم کرتا ہے کہ وہ آج کل کی دوڑ میں بہت پیچھے اور اتنا پیچھے ہے کہ اپنے حجرے سے نکلنے کو تیار نہیں۔ اور وہ نہیں جانتا کہ آج کل کی ترقی سے انسان کہاں سے کہاں جا پہنچا ہے۔ وہ اپنے حجرہ سے بھی نہیں نکلا اور ترقی یافتہ افراد جہنم میں بھی جا پہنچے ہیں۔

نئی تہذیب کے ہاتھوں انسان کی جو گت بن رہی ہے وہ اسی ایک خبر سے ظاہر ہے کہ انسان خود ہی بڑے فخر کے ساتھ جہنمی اور شیطان کا چیلا کہلانے لگا ہے اور شیطان جس طرح اُسے نچا رہا ہے وہ خوشی سے ناچ رہا ہے۔ اس نئے دور میں گستاخانِ رسول کے حامی تو تھے ہی، یزید کی طرفداری میں یزیدی سوسائٹی بھی موجود تھی، مگر ان سب کے گرو شیطان کے علی الاعلان حامی تا حال نظر نہیں آرہے تھے۔

کراچی کے اس جہنمی سوسائٹی نے یہ کام بھی پورا کر دکھایا ہے اور سنا دیا ہے کہ شیطانی میلے دیکھنے والو اِدھر آؤ اور شیطانی چیلے بھی دیکھ لو۔ شیطان کو بڑی فکر تھی کہ اتنے بڑے جہنم میں وہ اکیلے کیسے رہے گا۔ مگر اب اُسے اکیلے رہنے کی تشویش نہیں رہی کہ اس کے چیلے بھی ساتھ ہوں گے اور جہنم میں یہ سوسائٹی ڈنر و ڈانس کے مناظر پیش کیا کرے گی۔

مولوی کی پوچھئے تو وہ اِن شیطان کے چیلوں کا مخالف رہا ہے، مخالف ہے اور مخالف رہے گا۔ اور یہ شیطان کے چیلے بھی مولوی کے مخالف رہے ہیں۔ (ماہ طیبہ، اکتوبر ۱۹۶۷ء)

بستی شیطانیاں میں امام کا ظہور

روزنامہ مشرق لاہور ۲ جنوری ۱۹۶۴ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے۔

"بستی شیطانیاں کے حسن بن محمد نے امام آخرالزماں ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں الحق، الاعلیٰ نے منصب امامت تسلیم نہیں کریں گے۔ انہیں ایک ہیبت ناک زلزلہ تباہ کردے گا"۔

ان نئے امام صاحب نے جن کا بقول ان کے اب ظہور ہوا ہے، واقعی اپنے ظہور کیلئے جگہ بڑی موزوں پائی ہے ان کے اس ظہور اور اس کے اس اعلان ظہور کے ساتھ جب ان کے دارالامامت کا نام 'بستی شیطانیاں' پڑھا جاتا ہے تو اس نئے ظہور اور اس کے اعلان پر کچھ تعجب نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ 'بستی شیطانیاں' سے جس قسم کا ظہور ہوسکتا ہے 'بستی شیطانیاں' کے نام سے ظاہر ہے۔ اس نئے امام کیلئے بستی شیطانیاں ہی موزوں تھی اور بستی شیطانیاں کیلئے یہ نیا امام ہی موزوں تھا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر نبوت کا دروازہ بند ہوچکا ہے۔ یہ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد اس قسم کے سارے دعوے 'شیطانیاں' ہی ہیں۔

ستم کی بات یہ ہے کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں کو طاعون، ہیضے، وباؤں، زلزلوں اور سیلابوں کی دھمکیاں دینے لگتا ہے۔ یہ نئے امام بھی بھونچال مارکہ امام ہیں۔ اور آتے ہی یہ خوشخبری سنائی ہے کہ جو میری امامت نہ مانے گا اُسے ایک ہیبت ناک زلزلہ تباہ کردے گا۔ خدا تعالیٰ اس قسم کی شیطانیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین (ماہ طیبہ، فروری ۱۹۶۴ء)

فقیہ اعظم حضرت مولانا ابو یوسف محمد شریف محدث کوٹلوی کا خاص عطیہ

دافع اٹھراہ

جس عورت کے ہاں مردہ بچے پیدا ہوتے ہوں یا کمزور ہو کر مر جاتے ہوں یا وقت سے پہلے حمل ساقط ہو جاتا ہو یا لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوں اسے مرض اٹھراہ ہے اس نامراد مرض کے ازالہ کیلئے حضرت فقیہ اعظم گولیاں اور تعویذات دیا کرتے تھے جس سے ہزاروں عورتوں بامراد ہو گئیں۔ اطبا حکماء اور ڈاکٹروں نے تسلیم کیا ہے کہ اس مرض کیلئے یہ روحانی علاج سو فیصد کامیاب ہے۔

الحمدللہ! یہ خاص عطیہ والد گرامی مجھے عطا فرما گئے ہیں۔ ضرورتمند احباب مجھ سے آٹھ ماہ کیلئے تعویذات اور گولیاں طلب فرمائیں۔

نوٹ...... یہ دوا حمل کے پہلے دوسرے یا پھر تیسرے ماہ تک شروع کر دینا لازم ہے۔ پھر بچہ پیدا ہونے تک دوائی جاری رکھی جاتی ہے۔ ترکیب استعمال ساتھ روانہ کی جائے گی۔

﴿ بچوں کے سوکڑے کا سو فیصد مفید روحانی علاج ﴾

ثمینی

بچہ اگر سوکھ کر کانٹا بن چکا ہو، اس میں خون یا کیلشیم کی کمی ہو تو اس کیلئے ثمینی منگوا کر قدرت کا کرشمہ دیکھئے۔ گلے میں ڈالنے کا ایک تعویذ اور 41 عدد گولیاں ہیں۔ ہر روز ایک گولی پیس کر دہی کے چمچہ بھر پانی میں گھول کر پلائی جاتی ہے بچہ ہفتہ بھر میں ہی موٹا تازہ پہلوان نظر آتا ہے۔ آزمائش شرط ہے۔

صاحبزادہ ابوالنور محمد بشیر

دربار شریفی کوٹلی لوہاراں

ضلع سیالکوٹ